داردِستان کی داردی، نُورِستانی
اور غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

رازول کوہستانی

داردِستان کی داردی، نُورِستانی اور غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

رازول کوہستانی

عالمی معیاری کتاب نمبر: ISBN 978-969-7881-10-9

کتاب	:	داردستان کی داردی، نُورستانی اور غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف
مصنّف	:	رازول کوہستانی
ایڈیشن	:	اول
اشاعت	:	2025
تعداد	:	400
قیمت	:	400 روپے
اہتمام	:	انڈس کوہستان پبلی کیشنز، پالس
رابطہ:	:	razwal@gmail.com

فہرست

داردی اورنورستانی زبانوں کالسانی گروہ

داردِستان کی داردی زبانیں

داردستان ہمالیہ، قراقرم اور ہندوکش پر پھیلے ہوئے وسیع اور دُشوار گزار پہاڑی سلسلوں پر مشتمل علاقہ ہے جس میں بلند و بالا پہاڑ، گلیشیئرز، طویل درّے، بڑے اور چھوٹے دریا، ندی نالے اور گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ ان پہاڑی سلسلوں میں بے شمار داردی، نُورِستانی اور دوسرے لِسانی گروہ صدیوں سے آباد چلے آرہے ہیں۔ یہاں بعض علاقے ایسے بھی ہیں جو آج کے زمانے میں بھی بیرونی دنیا سے کٹے ہوئے ہیں۔

خطّہ داردستان کی ایک انتہا پر لداخ، بالائی کشمیر اور دوسری انتہا پر ہندوکش میں افغانستان کا صوبہ کُنڑ اور صوبہ نُورِستان واقع ہے۔ داردستان کے پہاڑی سلسلے مختلف زبانوں کا ایک ایسا لِسانی جنگل ہیں جس میں لداخی، پُوریگی، بلتی، بروشسکی، ڈوماکی، کئی داردی اور نُورِستانی زبانوں کے علاوہ بعض پامیری زبانیں جن میں وخی، یدغا، مڈک لشٹی، کرغزی، سریقولی، اویغور کے علاوہ یہاں گوجری، پہاڑی، پشتو اور ہندکو زبانیں بھی شامل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی زبان شاید ایسی نہیں جو پانچ سے چھ ہزار سال قدیم نہ ہو۔

اگر ہم ان زبانوں کی فہرست مرتب کریں تو معلوم ہوگا کہ داردستان کے لِسانی جغرافیائی ماحول میں کم و بیش 50 زبانیں بولی جاتی ہیں۔ داردی اور نُورِستانی زبانیں بولنے والے لوگ اور قبیلے کون ہیں؟ اس سوال پر محققین نے طرح طرح کے نقطہ نظر کا اظہار کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ دارد یا دَرادا نام کا کوئی بھی قبیلہ یا قبیلائی گروہ موجود نہیں، کوئی کہتا ہے کہ یہاں دَرادا نام کے قبائل اس خطے میں موجود ہیں جن کا ذکر ہندوستان کی قدیم کُتب میں پایا جاتا ہے۔

داردِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

- دَرادا اور دَرادَیسا نام کا ذکر سب سے پہلے ویدوں اور مہابھارت میں چوبیس مقامات پر آیا ہے [1]۔ کورو اور پانڈو قبائل کی مشہور مہابھارت جنگ میں دَرادا قبائل کا ذکر جن دوسرے قبائل کے ساتھ بار بار آیا ہے ان میں پلہاوا، سَاکا، کَھاشا/کھاسا، پساچا، سُرااسا، سکرااسا، سندھاوس، کشیرا، کمبوجا، کندھاری، بھلیکا، کوشالا، کیکیا اور مالوا قبائل شامل ہیں۔
- دَرادَا قبائل کا ذکر مہابھارت کی مختلف شرحوں میں وضاحت کے ساتھ بھی آیا ہے اس کے علاوہ رامائن، نِیل مت پُران، مارکنڈیا پرانا اور کئی دوسری قدیم کُتب میں تسلسل کے ساتھ ان کا ذکر پایا جاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ دَرادَا لوگ کشمیر کے شمالی پہاڑی علاقوں کے آباد کار تھے اور ان کے علاقہ کا نام دَرادیسا ہے یعنی دَرادَا لوگوں کا دیس [ ]۔
- عمومی طور پر بالائی کشمیر سے لے کر ہندوکش میں نُورِستان اور کُنڑ وادی تک داردی اور نُورِستانی زبانیں بولنے والے لوگوں کو دَرادا قبائل کا نام دیا گیا ہے تاہم چند محققین کا یہ بھی کہنا ہے کہ دَرادا قبائل کا اصل علاقہ وادی گریز (کشمیر) سے لے کر موجودہ ضلع غذر کے علاقہ یاسین تک ہے [ ]۔
- مہابھارت جنگ میں دَرادا بادشاہ اُن بادشاہوں کی فہرست میں شامل تھا جن کو Drupada نے پانڈوؤں کی طرف سے کروکشیترا جنگ میں مدد کے لیے طلب کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔
- کلہانا کی مشہور کتاب راج ترنگنی میں متعدد دارد حکمرانوں کے نام بتائے گئے ہیں جن میں اچامامنگالہ [1028ء تا 1063ء] ، ودھیادھارا شاہی [1089ء تا1101ء]، جگدال

---

[1] The Mahabharata of Vyasa, Transcreated from Sanskrit by P. Lal ،2 جلد 1، ص۔310؛ جلد 2، ص۔144؛ جلد 2،ص۔242؛ جلد 2، ص۔318؛ جلد 3، ص۔370؛ جلد 3، ص۔242؛ جلد 5۔ ص۔804؛ جلد 6، ص۔20؛ جلد 7، ص۔59؛ جلد 7، ص۔112؛ جلد 7، صجلد 7، ص۔412؛ جلد 7، ص۔566؛ جلد 7،763ص۔365؛ جلد 6، ص۔368؛ جلد 6، ص۔581؛ جلد 7،ص۔631؛ جلد 8،ص۔ 1014،1015]۔

[1101ء تا 1111ء] ، ماندھرا [1112ء تا 1120ء] اور یشودھرا [1111ء تا 1149ء] اور منی دھرا شامل ہیں [2]۔

- آج کے زمانے میں وادی نیلم میں آباد شینا زبان بولنے والوں کو مقامی لوگ دَرادا کا نام دیتے ہیں بعض لوگ اس علاقہ کو "دَرَاوہ" کے نام سے پکارتے ہیں اور یہ وہ علاقہ ہے جہاں تاریخی طور پر دَرَادا قبائل کے کم و بیش چھ سے زائد حکمران گزرے ہیں[3]۔
- یونانی مؤرّخ ہیرو دوٹس (Herodotus, 424-485 BC) نے ان قبائل کو Daradæ یا Daradræ کا نام دیا ہے۔ ہیرو دوٹس نے اس اصطلاح کو بطور جغرافیائی نام بھی استعمال کیا ہے ایک Andarae اور دوسرا Daradae یعنی گندھارا اور دَدیکائے (دَرادائے) کا علاقہ۔ سٹرابو کی کتاب میں ان قبائل کو دردائی کا نام دیا گیا ہے۔ کشمیر کی تاریخ کی مشہور کتاب راج ترنگنی میں انہیں دارد کا نام دیا گیا ہے۔ مور کرافٹ (1837) نے اپنے سفر نامہ Travels in the Himalayas میں گلگت اور چلاس کے قبائل کو دَارْدُو (Dardu) کے نام اور چلاس کو دَارْدُو چلاس مُلک کے نام سے یاد کیا ہے۔ Vigne (1842) نے بھی اپنے سفر نامے Travels in Kashmir جلد اوّل، صفحہ 300 میں ان قبائل کو Dardu اور علاقے کو Dardu Country کے نام سے یاد کیا ہے۔ Schomberg (1853) نے اپنی کتاب Travels in India and Kashmir جلد اوّل و دوئم میں اور Knight (1893) نے اپنی کتاب Where Three Empires Meet کے صفحہ 104 پر ان قبائل کو Dard کے نام سے یاد کیا ہے۔ Neva (1915) نے اپنی کتاب Beyond the Pir Punjal میں ان قبائل کو Dard کا نام دیا ہے۔ ان کے بعد آنے والے دوسرے مشہور اور مستند محققین اور مورخین جن میں فریڈرک ڈریو (1875)، جان بڈلف (1880)، راورٹی

---

[2] پنڈت کلہن، 1148ء، راج ترنگی، ترجمہ ٹھاکر اچھر چند 1912ء؛
مختار زاہد بڈگامی، 2015ء، تاریخ شینا زبان وادب، ص: 17۔

[3] سمیع اللہ عزیز منہاس 2014ء، ناگ سے نیلم تک،

(1881)، پٹولمی (1884)، ڈاکٹر لٹنر (1893)، اوسکر (1896)، روبرٹسن (1899)، گریرسن (1906، 1908، 1927، 1928)، گراہم بیلی (1915)، مورگنسٹرن، (1927)، لاریمر (1935)، اورل سٹین (1930، 1933) ، ٹوچی (1963)، ڈاکٹر کارل یٹمار (1980، 1986، 1989) اور احمد حسن دانی (1983، 1989، 1995) نے اپنی مختلف کُتب میں جگہ جگہ ان قبائل کے لیے دارد، داردی، دراڈو اور دارِدک کا نام استعمال کیا ہے۔ یہ نام عمومی طور پر اُن قبائل کے لیے ایک مشترکہ نام ہے جو کُشن گنگا سے ہندوکُش تک پہاڑی علاقوں میں مختلف داردی زبانیں بولتے ہیں[4]۔

- شمالی پاکستان کے معروف محقق اور دانشور جناب زبیر توروالی [5] لکھتے ہیں کہ: "چاہے داردستان ایک جغرافیائی علاقہ ہو یا نہ ہو یہ نسلی نسبت "دارد" اور اس کے مختلف نام ان پہاڑی لوگوں کے لئے قدیم زمانوں سے استعمال ہوتے آئے ہیں۔ معروف اطالوی مستشرق اور ماہر ہندوستانیات ڈاکٹر ژوپیپی ٹوچی (Dr Giusepe Tucci 1894-1984) جنھوں نے پاکستان کے سوات وادی میں ارکیالوجی پر بنیادی کام کیا، اپنی تحقیق "On Swat: The Dards and Connected Problems" مطبوعہ 1977ء میں لکھتے ہیں، "دادیکئی، داراداس، دارد یونانی مؤرخ ہیروڈوطس کی فہرست کے مطابق انتظامی لحاظ سے ہخامنشی سلطنت (Achaemedian Empire) کا ساتواں صوبہ (satrapy) تھا جو اس سلطنت کو خراج دیتا تھا۔ دادیکئی "دارد" ہیں، پُرانیک (Puranic) جغرافیائی فہرست کے داراداس (Daradas) ہیں، کرٹیئیس (Curtius) کے ڈاڈیلے ہیں"۔ ڈاکٹر ٹوچی اگے رقمطراز ہیں، "دارادا کے بارے میں کئی بار ذکر سنسکرت کے پرانے مسودوں جیسے رامایانا (Rāmāyana) اور سدھارماسمیریو پاستھانا (Saddharmasmr̥tyupasthānā) میں ہوا ہے"۔

---

4 رازول کوہستانی، شینا۔اردو لغت، گندھارا ہندکو اکیڈمی، پشاور۔

5 زبیر توروالی، 2021، دردستان کا گلدستہ، مطبوعہ شینا گلگتی اور شینا کوہستانی زبان کے تقابلی الفاظ و مصادر، ص: 11۔

داردِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

- داردستان کی داردی اور نُورِستانی زبانوں کا لِسانی ارتقاء اپنے مخصوص پہاڑی جغرافیائی ماحول میں ہوا ہے اور ان پر بیرونی زبانوں کے اثرات کم پڑے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان زبانوں میں قدیم اور وسطی ہندآریائی زبانوں کی بعض ایسی صوتیاتی، صرفیاتی، صوریاتی اور نحویاتی خصوصیات باقی ہیں جو دوسری جدید ہندآریائی زبانوں میں خال خال ہی نظر آتی ہیں۔
- داردستان کی داردی اور نُورِستانی زبانوں میں بعض ایسی مُصمّتی اور مُصوّتی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو انہیں پاکستان کی دوسری ہندآریائی اور دوسری ایرانی آریائی زبانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ ان زبانوں نے قدیم ہندآریائی زبان کے ایسے سرمایہ الفاظ کو بھی محفوظ رکھا ہوا ہے جو برصغیر کی دیگر زبانوں میں ناپید ہو چکا ہے؛
- داردی زبانیں اس لیے بھی زیادہ اہم ہیں کہ تاریخی طور پر انہیں لِسانی "فوسیلز" سمجھا جاتا ہے جس میں ہندآریائی کی قدیم خصوصیات قائم ہیں، جو پہاڑی علاقوں میں ان کی جغرافیائی تنہائی کی وجہ سے ہندآریائی زبان کے خاندان کے ارتقاء کے بارے میں قیمتی تفہیم کی حامل ہیں اور ان زبانوں نے ایسے الفاظ اور قواعدی ڈھانچے کو برقرار رکھا ہوا ہے جو دوسری ہندوستانی زبانوں میں وہ خصوصیات ناپید ہو چکی ہیں۔
- یہ زبانیں اِس خطے میں داردی لوگوں کی منفرد ثقافتی شناخت اور ان کے ورثے کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اپنی جغرافیائی تنہائی کی وجہ سے، بہت سی داردی زبانوں نے قدیم ہندآریائی کے آثار اور دیگر خصوصیات کو محفوظ کر رکھا ہے۔ ان خصوصیات میں تین سبیلنٹ (س، ش، ݜ)، کئی قسم کے کنسوننٹس کے خوشے، اور دیگر جدید ہندآریائی زبانوں میں کھوئے قدیم الفاظ شامل ہیں۔

دارِدستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

- داردی زبانوں نے ماسوائے کشمیری زبان کے، قدیم ہندآریائی کی [s]، [ʂ]، [ʃ] یعنی [س، ݜ، ش] کی تینوں مُصمّتی آوازوں کو قائم رکھا ہوا ہے جب کہ دیگر جدید ہندآریائی زبانوں میں [ʂ] کی مُصمّتی آواز مفقود ہو چکی ہے[6]۔
- بعض داردی زبانوں میں بے صدا صفیری مُصمّتی آوازیں [x خ]، باصدا صفیری مُصمّتہ [ɣ غ] اور بے صدا غیر ہائیہ بندشی مُصمّتی آواز [q ق] جو قدیم ہندآریائی اور زیادہ تر جدید ہندآریائی زبانوں میں ناپید ہیں، موجودہ دور میں بعض داردی زبانوں میں یہ مُصمّتی آوازیں داخل ہوئی ہیں (جیسے کھوار،.بروقسکت، کوہستانی شینا اور شینا کا ہنزائی لہجہ)۔
- داری زبانوں میں بعض ایسی مخصوص مُصمّتی آوازیں پائی جاتی ہیں جو پاکستان کی دوسری ہند آریائی زبانوں میں ناپید ہیں۔ ان مُصمّتی آوازوں میں /ʈʂ/ [چ]، /ʈʂ^h/ [چھ]، /ts/ [څ]، /ts^h/ [څھ]، /ʐ/ [ژ]، /ʂ/ [ݜ] اور /ɳ/ [ݨ] شامل ہیں۔ ان میں /ts/ [څ] پشتو اور /ɳ/ [ݨ] کی آواز سرائیکی، ہندکو، پنجابی، سندھی زبان میں جبکہ ان میں سے بعض مُصمّتی آوازیں غیر ہندآریائی زبان بلتی،.بروشسکی اور یدغا میں بھی پائی جاتی ہیں[7]۔
- تاریخی طور پر اکثر داردی زبانوں میں باصدا ہائیہ بندشی مُصمّتی آوازیں [بھ، دھ، ڈھ] تاریخی طور مفقود تھیں [8] لیکن بعد کے دور میں بعض داردی زبانوں نے ان آوازوں کو اپنایا ہے جو ان کی زبانوں کی بنیادی مُصمّتی آوازوں کا حصہ بن چکی ہیں، ایسے الفاظ کی تعداد جن میں [بھ، دھ، ڈھ] کی آوازیں پائی جاتی ہیں کافی کم ہیں۔
- ہندوستان کے معروف محقق جناب مختار زاہد بڈگامی کا کہنا ہے کہ "کئی محققین نے آریائی شین داردوں کی زبان کو بھی ویدوں سے منسوب کیا ہے تو بیشتر اس زبان کو قبل رگ وید زبانوں کی

---

[6] R.Schmidt and R.Kohistani, A Grammar of the Shina Language of Indus Kohistan, P-15.

[7] رازول کوہستانی، شینا کوہستانی۔اردو لغت، گندھارا ہندکو بورڈ، ص11۔

[8] R.Schmidt and R.Kohistani, A Grammar of the Shina Language of Indus Kohistan, P-15.

ماں قرار دیتے ہیں۔ ویدوں کے ساتھ مماثلت رکھنے والے سینکڑوں الفاظ جو موجود شینا زبان میں رائج ہیں، یہ عکاسی کرتے ہیں کہ اس زبان کا ماخذ آریوں کے اصل وطن سے ضرور قریب رہا ہے[9]"۔

- نارویجن ماہر لِسانیات George Morgenstierne کی لِسانی درجہ بندی سے پہلے تک کئی محققین داردی زبانوں کو بھی پساچی یا پساچا زبانوں کے گروہ میں درجہ بند کرتے تھے لیکن George Morgenstierne نے اپنی تحقیقات سے یہ ثابت کیا کہ داردی زبانوں کا پساچی پراکرت سے کوئی لِسانی رشتہ نہیں[10]۔
- نیل مت پُران میں جن قبائل کے نام آئے ہیں ان میں 12 اہم قبائل کے نام شامل ہیں[11] جن میں ناگ، دارد، گاندھار، شاکا، ٹنگن، جدر، پساچ، ابھیسار، جُہندر، کھش، مانڈو، انتری گری۔ یہاں اہم بات یہ ہے کہ نیل مت پُران میں پساچ اور دارد قبائل کو الگ الگ ظاہر کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ پساچ اور دارد ایک قبیلہ نہیں بلکہ الگ الگ لِسانی گروہ یا قبیلے ہیں۔
- داردی زبانوں نے میدانی ہند آریائی زبانوں کے برعکس ایسے قدیم ہند آریائی مُصمّتی خوشوں کو قائم رکھا ہے جو میدانی زبانوں میں خال خال نظر آتے ہیں۔
- کُنڈل شاہی ایک ایسی زبان ہے جس میں داردی زبانوں کے برعکس /چ، چھ، خ، ٹھ، ژ، ش/ جیسی مُصمّتی آوازیں مفقود ہیں تاہم /ٹ/ کی آواز پائی جاتی ہے۔

---

9 مختار زاہد بڈگامی، 2015، تاریخ شینا زبان وادب، ص: 11۔

10 مختار زاہد بڈگامی، 2015، تاریخ شینا زبان وادب، ص: 20۔

11 نیل مت پُران، ترجمہ ارجن دیو مجبورؔ، ص: 33۔

دارِدستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

- بعض داردی زبانوں اور بروشسکی زبان میں مُصوّتی آوازوں کا صوتی نظام کافی پیچیدہ پایا جاتا ہے۔ سُر تان کے ارتکاز سے ان زبانوں کے بعض الفاظ میں معنوی امتیاز قائم ہوتا ہے[12]۔ اس قسم کی تمام مُصوّتی آوازوں کے لیے اگر الگ الگ علامت وضع کی جائے تو پھر مُصوّتوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہو جاتا ہے یہ پیچیدہ مسئلہ ان زبانوں کے املائی نظام میں بھی پایا جاتا ہے۔ تاہم زیادہ تر داردی زبانوں میں اس قسم کی ذیلی املائی علامات کو ترک کر دیا گیا ہے جیسے مایوں، توروالی، گاوُری، کھوار، دمیلی، کلکوٹی وغیرہ میں۔
- داردستان کی بعض زبانیں صوتی لحاظ سے تانی زبان (Tonal Language) کے زمرہ میں آتی ہیں جس کے ہم تلفظ یا ایک جیسے تلفظ والے الفاظ میں معنوی امتیاز قائم ہوتا ہے، یعنی متجانس الفاظ واقع ہونے والی تانی اکائی جس سے الفاظ کے معانی میں اختلاف پیدا ہوتا ہے، جیسے بروشسکی، شینا اور پالولا زبان۔
- صرفی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو داردی اور نُورِستانی زبانوں میں بڑا لغوی سرمایہ قدیم ہند آریائی لِسانی دور کا نظر آتا ہے اور اس کے بعد ویدی دور کا۔ البتہ جدید سنسکرت کے ایسے الفاظ جن کا ماخذ قدیم یا وسطی دور سے ہے وہ بھی اپنی بدلی ہوئی معمولی یا زائد تغیّر صورت کے ساتھ ان زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے الفاظ کی بھی کمی نہیں جن کا تعلق اوستا، پہلوی اور فارسی سے ہے[13] فارسی ماخذ کے زیادہ الفاظ نُورِستانی زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔
- داردی اور نُورِستانی زبانیں زیادہ تر پابند صرفیوں (مارفیمز) کے استعمال کی حامل ہیں۔ یہ ان زبانوں کی ایک قدیم نحوی خصوصیت ہے۔ اس قسم کے پابند صرفیے جو برصغیر کی قدیم پراکرتوں میں پائے جاتے تھے پراکرتی دور سے گزر کر ان زبانوں نے پابند صرفیوں کی جگہ آزاد صرفیے اپنا لیے ہیں لیکن داردی اور نُورِستانی زبانوں میں تاحال ضمائر، افعال، اسماء، القاب وغیرہ میں

[12] R.Schmidt and R.Kohistani, A Grammar of the Shina Language of Indus Kohistan, P-16.

[13] رازول کوہستانی، شینا کوہستانی۔ اردو لغت، گندھارا ہند کو اکیڈمی پشاور۔

پابند صرفیوں کا چلن عام ہے اور ان صرفیوں کی آزاد صرفی حیثیت ابھی قائم نہیں ہوئی[14] ۔ پابند صرفیوں کا ایک مسئلہ شخصی اسماء و القاب میں ابھر کر سامنے آتا ہے جس کی وجہ سے شخصی اسماء والقاب کا مکتوبی رُوپ جو صدیوں سے مروج چلا آ رہا ہے، بدل جاتا ہے۔

- داردستان کی بیشتر داردی اور نُورِستانی زبانوں میں کثیر سرمایہ الفاظ قدیم پروٹو داردی زبان کا ہے اور بے شمار الفاظ معمولی یا صوتی تغیّر کے ساتھ مستعمل ہیں۔ ایسے قدیم الفاظ کا تعلق قرابتی رشتوں، جسمانی اعضاء زراعت، سماجی و ثقافتی نظام، حیوانات اور کائناتی ناموں سے ہے۔
- داردی اور نُورِستانی زبانوں کو ضبط تحریر میں لانے کی کوششیں کئی دہائیوں سے جاری ہیں لیکن تاحال ان زبانوں کے املائی نظام میں یکسانیت پید نہیں ہوئی. لوگ اپنے اپنے طریقوں سے لکھنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے املائی مسائل بڑھ رہے ہیں۔
- داردستان میں بولی جانے والی داردی زبان کالاشا اور غیر داردی زبان وخی کے لیے رومن رسم الخط اپنایا گیا ہے (یا اپنایا جا رہا ہے) جب کہ دیگر تحریری زبانیں مخصوص اضافی حروف کے ساتھ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں اور کئی داردی یا نُورِستانی زبانیں غیر تحریری ہیں۔
- ان زبانوں میں دنوں، مہینوں، سال اور موسموں وغیرہ کی تقسیم کا نظام بھی منفرد پایا جاتا ہے جیسے قدیم شینا زبان میں سال میں چوبیس مہینے اور ایک مہینہ پندرہ دن کا شمار کیا جاتا تھا۔
- اکثر داردی زبانوں میں گنتی کا نظام ایک سے بیس تک ہے اور اس کے بعد گنتی میں 21 سے 39 تک بیس کا، 41 سے 59 تک چالیس کا، 61 سے 79 تک ساٹھ کا اور 81 سے 99 تک اسّی کا لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔
- داردی اور نُورِستانی زبانوں میں قرابتی رشتوں کے ناموں میں بڑا تنوع پایا جاتا ہے جس سے نظام قرابت داری کے رشتوں کے مختلف ثقافتی اور سماجی وظائف اور ذمہ داریوں کا تعین ہوتا ہے تاہم کھوار زبان میں قرابتی رشتوں کے ناموں میں تنوع کم پایا جاتا ہے۔

---

[14] رازول کوہستانی، 2025ء، کوہستانی شینا زبان کا املائی نظام، صوتیات اور صرف و نحو۔

دارِدستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

- داردستان کے قبائل کی مختلف زبانوں میں قبل از اسلام دور کے کئی دیوی دیوتاؤں کے نام پائے جاتے ہیں۔ عمومی طور پر ہر قبیلہ یا وادی کا اپنا اپنا دیوتا یا دیوی ہوا کرتی تھی۔ چترال کے کالاش قبائل اور لداخ کے بروقپا شین لوگوں میں یہ تصّور اب بھی موجود ہیں۔
- داردی اور نُورِستانی زبانیں بولنے والوں کے ذریعہ معاش کا انحصار پہاڑی زراعت، گلہ بانی اور جنگلاتی پیداور پر ہے اور اس کے ساتھ اضافی طور پر ملازمتیں اور تجارت پر بھی ہے۔
- داردستان اور نُورِستان کی بعض زبانوں کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے لیکن زیادہ تر زبانیں تا حال صرف بول چال کی حامل ہیں اور ابھی تک انہیں ضبط تحریر میں نہیں لایا جا سکا۔
- بعض زبانوں کو معدومی کے خطرات کا سامنا ہے جیسے تیراہی، ڈوماکی، کنڈل شاہی، مانکیالی، ساوی، داراگی، تریگمی وغیرہ۔
- دارِدستان کی داردی اور نُورِستانی زبانوں کی لپی میں عربی اور فارسی کے وہ اضافی حروف بھی شامل کیے جاتے ہیں جو کہ ان زبانوں کی اپنی مُصمّتی آوازوں کے قائم حروف نہیں لیکن مذہبی، تاریخی، ثقافتی اور لِسانی اعتبار سے انہیں ان زبانوں کی تہجی میں اضافی طور پر شامل کیا جاتا ہے تا کہ ایسے مستعار الفاظ جو صوتی تغیّر کا شکار نہیں، اُنہیں اُن کے اصل مکتوبی رُوپ میں لکھا جا سکے۔
- داردستان کے آثار قدیمہ میں جن قدیم زبانوں میں لکھے گئے چٹانی کتابات پائے گئے ہیں ان میں خروشتی، براہمی، پروٹو شاردا، سوغیدین، وسطی فارسی، بکتیرین، چینی، عبرانی، سیرین اور تبتی تحریری کتبات شامل ہیں۔ یہ کتبات زیادہ تر کوہستان، چھلاس، غذر میں پائے گئے ہیں۔
- 1931ء کے زمانے میں گلگت کے ایک مقام نوپورہ سے چودہ سو سال قدیم بدھ مخطوطے دریافت ہوئے تھے جو بدھ مت کے قدیم ترین نسخے سمجھے جاتے ہیں اور انہیں گلگت مخطوطات کا نام دیا گیا ہے۔ یہ مخطوطات سنسکرتی دیوناگری میں لکھے گئے تھے جن میں اس دور کے بدھ راہبوں کی کتھائیں، بادشاہوں کی تاریخ، بدھ فلسفہ اور لوک کہانیاں اور دوسرے موضوعات شامل تھے۔ ان مخطوطات کو بدھ مت کے نسخوں کا واحد اور بڑا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔ ان

مخطوطات کو شمالی پاکستان کی ثقافتی تاریخ کا ایک اہم حصہ قرار دیا جاتا ہے۔ بھوج پتر پر لکھے گئے کئی اور مخطوطات بھی ملے ہیں جو لوگوں نے یا تو فروخت کر دیے ہیں یا چُھپا رکھے ہیں۔

- داردستان کے لوگ چونکہ موسمی نقل مکانی کرتے رہتے ہیں اس لیے ان کی معاشرتی زندگی اور تکوینیاتی سوچ میں موسمی نقل مکانی کے کئی رنگ جھلکتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ پہاڑی ہیں اس لیے موسمی نقل مکانی میں جتنا بھی بالائی سمت میں سفر کرتے ہیں اتنا ہی ان کی زندگی میں تازگی، نکھرا ہوا پن، خوشحالی، تخلیقی صلاحیت، وسیع مشاہدات، زمین اور کائنات کی آگہی، معیاری خوراک (گھی، دودھ، پنیر)، جڑی بوٹیاں، پھولوں اور پھولوں کی مہک، پریوں اور مؤکلات سے ہم کلامی کے خواب، آئی بیکس اور مارخور کا شکار، میل کچیل سے چھٹکارا اور کئی دوسرے ایسے ثقافتی اور سماجی پہلو ہیں جو ان کی زندگی میں خوشی کی نوید لانے کا باعث ہیں۔ اس کے بر عکس یہ لوگ جتنی بھی اونچائی سے نشیب کی طرف سفر کرتے ہیں ان کی زندگی میں تکالیف، بیماریاں، کام کا بوجھ، گھی دودھ کی کمی، برفانی رکاوٹیں اور نقل و حرکت کو محدود کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ ان کی تکوینیاتی سوچ کے مطابق بلندی کی طرف خوشحالی اور نشیب کی طرف دُکھ اور بیماریاں پائی جاتی ہیں۔
- داردی زبانوں کی قدامت، اہمیت، وسعت اور دوسری زبانوں پر اس کے لِسانی اثرات کے متعلق ماہر لِسانیات جناب گریرسن کا کہنا ہے کہ [15]:

"Dardistan, the present home of the Dardic languages, includes, from East to West, Gilgit and Kashmir, the Indus and Swat Kohistans, Chitral, and Kafiristan. Kafiristan does not fall within British territory, hut, for the sake of completeness, an attempt has been made to describe the languages of that country. Dardic forms of speech are also found in other adjoining parts of Afghanistan,—Laghman and Nigrahar,—and Tirahi, the Dardic language of the last named country, was once spoken in the 'Tira Valley, now inhabited by Afridi Pathans. In earlier times, the Dardic languages wore much more widely extended. They

[15] Grierson, 1928, Linguistic-Survey-Of-India-Vol-1-Part-2, P-109.

once covered Baltistan and Western Tibet, where the inhabitants now speak Tibeto-Burman languages.“ Philology also shows us that they must once have covered nearly the whole of the Panjab, for Panjabi and Lahenda, the present languages of that province still show traces of the earlier Dardic language that they superseded. Similarly, in western Afghanistan, south of the Afridi country, we find relics of Dardic in Ormuri, although, as we have seen, this is itself an Eranian tongue. Dards therefore must have been in Waziristan when the Ormuris first settled there. Further south, the tribe known as Khetran in the Laghari Hills speak a eurious mongrel form of Lahnda mixed until many Dardic forms. Still further south, we find traces of Dardic in Sindhi,—not so much in the literary language as in the rude patois of southern Sind known as Lari.

Turning to the North, the Indo-Aryan languages of the lower Himalaya from Chamba to Nepal show clear traces of Dardic. The Khasas were a Dardic tribe, and they occupied all this tract and influenced its speech'’. But this is not all. In the Bhil languages of Western Central India, and even so far south as in the Konkani Marathi of Goa, we find stray peculiarities for which it is difficult to account unless we assume early Dardic influence*. Finally, it is well known that the Gipsies of Europe and their congeners of Armenia and Syria found their way to their present abodes from India, which they left from the North-West, and it is certain that Romani still retains many forms which can best be explained by a Dardic origin“.

جناب گریرسن کے مؤقف سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی بعید میں داردی زبانوں کا پھیلاؤ کتنا وسیع اور اس کے لِسانی اثرات دوسری بڑی زبانوں پر کس نوعیت کے تھے۔

داردی زبانوں نے اپنے عروج کے دور میں قدیم گندھارا، پنجاب اور لہندا کے تقریباً سبھی علاقوں کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ اسی طرح سرائیکی اور سندھی زبان پر بھی داردی زبانوں نے اپنے گہرے لِسانی نقوش اور اثرات چھوڑے ہیں جن کا اعتراف سندھی محقق ڈاکٹر غلام علی الانا اور ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ (2009) نے اپنی کُتب اور تحقیقی مقالات میں کیا ہے۔

دارِدِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

یہاں ہم داردستان میں بولی جانے والی داردی، نُورِستانی اور بعض غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں کہ کون سی زبان کا لِسانی تعلق کس لِسانی گروہ سے ہے اور وہ زبان کہاں بولی جاتی ہے اور اس زبان کی موجودہ صورت حال کیا ہے۔

اُشوجو زبان (ISO 639-ush)

- تعلق: ہندیورپی ←← ہندایرانی ←← ہندآریائی ←← شمال مغربی گروہ ←← داردی گروہ ←← شینالِسانی گروہ ←← اُشوجو
- متبادل نام: کوہستانی، اُشوجی، اُشوجو، اُشوئی، اوشی جی، اُشوجا، اُشوجیا۔
- علاقہ: ضلع سوات میں بشی گرام کے بالائی علاقے۔
- تعداد: 5000 سے زائد

اُشوجو زبان داردی لِسانی گروہ کی شینا زبان سے ماخذ اور بدلی ہوئی زبان ہے جو ضلع سوات کے علاقہ بشی گرام کے بالائی علاقوں میں بولی جاتی ہے جہاں اُشوجو بولنے والوں کے بارہ دیہات پائے جاتے ہیں جن میں بشی گرام، شیپیزہ، کس، دیرائی، نلکوٹ، کریال، بانڈہ، سورے، تنگئی، کپال، مغل مار، تکئی اور دندہ وغیرہ شامل ہیں[16]۔

اس زبان میں زیادہ الفاظ شینا زبان کے پائے جاتے ہیں۔ اس زبان کے بولنے والے کئی سو سال قبل موجودہ ضلع کولئی پالس کوہستان کے علاقہ کولئی سے نقل مکانی کے بعد کھندیا وادی کے راستے پہلے اُوشو وادی اور بعد میں وہاں سے بشی گرام وادی میں جا کر آباد ہوئے۔ ان لوگوں کا نسبی تعلق کولئی کے شین کلی خیل قبیلہ کی شاخ سے ہے[17]۔

اُشوجو زبان کے لغوی سرمایہ میں شینا کوہستانی سے 50 فیصد اور شینا گلگتی سے 42 فیصد مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس زبان کے حروف تہجی مقرر کیے جا چکے جس کے تحت اس زبان میں ایک قاعدہ اور اُشوجو مجموعہ الفاظ کی ایک کتاب فورم فار لینگویج انیشٹیوز کے تحت شائع ہو چکی ہے[18]۔

اُشوجو زبان اپنے لِسانی ماحول میں پشتو، گاوُری اور توروالی سے متاثر ہو رہی ہے۔ بشی گرام میں اوشوجو بولنے والوں کے ساتھ ساتھ توروالی اور پشتو بولنے والی آبادی بھی پائی جاتی ہے۔

---

16 Deker, 1992, Languages of Kohistan p-66. ,فورم فار لینگویج انیشٹیوز، اُشوجو ذخیرہ الفاظ، ص:11۔

17 Sandra J. Deker, 1992, Languages of Kohistan p-66. ؛ رازول، 2019۔ شینا کوہستانی اور داردی اشتراک،

18 اُشوجو مجموعہ الفاظ، فورم فار لینگویج انیشیٹوز، اسلام آباد، 2016۔

داردِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

ماہر لِسانیات ڈاکٹر ہنرک لِلیگرین کا کہنا ہے کہ 1990 کے زمانے سے قبل اُشوجو زبان کے متعلق معلومات دستیاب نہیں تھیں۔ اس زبان کے متعلق پہلی بار Sandra J. Deker نے ایس آئی ایل کے ایک سماجی لِسانیاتی مطالعہ میں اس کے متعلق معلومات فراہم کیں[19]۔

اس زبان میں لوک ادب کا اچھا خاصا سرمایہ موجود ہے لیکن تاحال اس زبان کی مکمل دستاویز بندی نہیں کی جا سکی البتہ اُشوجو زبان کی دس لوک کہانیوں کو ایف ایل آئی نے قلم بند کیا ہے[20]۔

پاکستان کی چند دوسری زبانوں کی طرح اُشوجو زبان کو بھی معدوم کے خطرات لاحق ہیں۔

اُشوجو بولنے والوں میں خواندگی کی شرح کم ہے۔ لوگوں کی مقامی معیشت کا انحصار گلہ بانی، زراعت، جنگلات اور محنت مزدوری پر ہے۔

اس زبان کے اضافی حروف تہجی میں /چ، چھ، څ، څھ، ژ، ݜ، ݨ/ شامل ہیں۔

بٹیڑی زبان (ISO 639-btv)

- تعلق : ہندیورپی ⟵ ہندایرانی ⟵ ہندآریائی ⟵ شمال مغربی گروہ ⟵ داردی گروہ ⟵ کوہستانی گروہ ⟵ بٹیڑی
- متبادل نام: بٹیڑوالی، بٹیڑوی، بٹوچی۔
- لِسانی علاقہ: انڈس کوہستان میں یونین کونسل بٹیڑہ۔
- تعداد: 14000

بٹیڑی زبان داردی لِسانی گروہ کی کوہستانی شاخ سے تعلق رکھتی ہے جو دریائے سندھ کے کنارے تحصیل بٹیڑہ میں رائج ہے۔ اس کے بولنے والوں کی تعداد چودہ ہزار سے زائد ہے۔

---

[19] ڈاکٹر ہنرک لِلیگرین، اُشوجو مجموعہ الفاظ، ص: 9۔

[20] فورم فار لینگویج انیشٹیوز، اُشوجو ذخیرہ الفاظ، ص:13۔

بٹیڑوی قبائل کے دو بڑے گروہ پائے جاتے ہیں اور ہر گروہ میں پانچ پانچ ذیلی خیلیں ہیں۔ پہلے گروہ میں سمن خیل، نور خیل، روٹیڑ، ملا خیل اور ولیاخیل جب کہ دوسرے گروہ میں کاڑہ خیل، ڈھولا خیل، منڈیڑ او کولیڑ اور باز خیل شامل ہیں۔

بٹیڑی زبان فونیائی، صُوریاتی اور لغوی اعتبار سے انڈس کوہستانی زبان کے زیادہ قریب ہے[21]۔

بٹیڑی زبان شینا کوہستانی اور پشتو کی ہمسایہ زبان ہے۔ اس زبان میں تحریری مواد ناپید ہے تا ہم روایتی لوک ادب اور لوک شعری اصناف پائی جاتی ہیں۔ حال ہی میں ایک مقامی تنظیم کے اراکین اس زبان میں لکھائی پڑھائی کی سرگرمیوں کا آغاز کیا ہے جو ایف ایل آئی کے تکنیکی تعاون سے اس زبان کے حروف تہجی اور متفقہ رسم الخط کا نظام وضع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بٹیڑی زبان کے متعلق گریرسن کے "ہندوستانی لِسانیات کا سروے" اور جان بڈلف کی کتاب "ہندوکش کے قبائل" میں کوئی بھی لِسانی معطیات شامل نہیں۔ ایس آئی ایل کی مطبوعہ کتاب "Languages of Kohistani" میں Daniel G. Hallberg [22] نے اس زبان کا ایک باب شامل کیا ہے جس میں بٹیڑی زبان کا تعارف اور بنیادی تقابلی الفاظ کی فہرست شامل ہے۔

اس زبان کے بولنے والوں کی ایک محدود تعداد جموں کشمیر میں بھی پائی جاتی ہے[23]۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بٹیڑی بولنے والے اسکندر اعظم یا محمود غزنوی کے حملوں کے دوران سوات یا دیر کے علاقوں سے نقل مکانی کرکے انڈس کوہستان آئے تھے۔

بٹیڑی زبان بولنے والوں کی اکثریت شاہراہ قراقرم اور بشام کی مقامی مارکیٹ کے بہت قریب ہے، اس لیے ان کی زبان پر بیرونی اثرات اور پشتو، اردو کا غلبہ بڑھ رہا ہے۔

بٹیڑی زبان کے اضافی حروف تہجی میں /ڇ، ڇھ، څ، څھ، ڗ، ݜ/ شامل ہیں۔

21 رازول کوہستانی، 1998۔ انڈس کوہستان: شین، یشکن و کمین قبائل اور ان کا نظام معاشرت، ص:26۔

22 Daniel G. Hallberg, 1992. The Languages of Indus Kohistan, P-133-146. (Bateri)

23 رازول کوہستانی، 1998، انڈس کوہستان: شین، یشکن و کمین قبائل اور ان کا نظام معاشرت، ص:26۔

دارِدِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

بروکسکت زبان (ISO 639-bkk)

- تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← ہندآریائی ← شمال مغربی گروہ ← داردی ← شینا گروہ ← بروقسکت
- متبادل نام: بروقسکت، بروقپا، بروکپا، کینگو، مینارو، گنوخی، آرین داردی۔
- لِسانی علاقہ: لداخ میں لیہہ، کارگل اور پاکستان کے ضلع کھرمنگ میں مرول، گنوخ، ڑھے ڑھے تھنگ، دنسر
- موجودہ تعداد: 10000

شین دارد آریاؤں کے وہ قدیم لوگ جو آج کل لداخ کے اضلاع لیہہ، کارگل اور پاکستان کے ضلع کھرمنگ میں مرول، گنوخ، ڑھے ڑھے تھنگ اور دنسر میں پائے جاتے ہیں بروقپا کہلاتے ہیں۔ تبتی اور بلتیوں نے انہیں بروقپا (پہاڑوں میں رہنے والے) اور ان کی زبان کو بروقسکت (بروق + سکت) کا نام دیا ہے اور یہ نام اب کلی طور پر تحریر و تحقیق میں ان کی شناخت کا حوالہ بن گیا ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اس خطے میں بچے ہوئے آخری غیر مخلوط آریائی نسل کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ بروقسکت بولنے والے لوگ ہندوستانی حکومتی پالیسی کے تحت لداخ میں اپنے علاقے کو "آرین وادی" اور اپنی زبان کو "آرین داردی" کا نام دیتے ہیں، جبکہ اسی علاقہ میں شینا زبان کا دراسی لہجہ بھی رائج ہے۔ دراسی شینا بولنے والے بروقسکت بولنے والوں سے صدیوں بعد وہاں گئے ہیں۔

بروقپا لوگوں کا نسبی و لِسانی تعلق شمالی پاکستان کے شین دارد لوگوں سے ہے۔ دارد لوگوں کے دو قدیم قبیلے یا گروہ اب بھی اپنی قدیم رسومات اور مخصوص لباس کے باعث مقامی اور بیرونی لوگوں کے لیے خاص دلچسپی کا باعث ہیں۔ ان میں ایک دارد گروہ ہندوکُش کے دامن میں ضلع چترال کی وادیوں بمبوریت، ریمبور اور بیریر میں کالاش کے نام سے جانا جاتا ہے جب کہ دوسرا شین دارد گروہ جسے بروقپا کہا جاتا ہے لداخ میں لیہہ اور کارگل کے اضلاع کے علاوہ پاکستان میں ضلع کھرمنگ میں پایا جاتا ہے۔ لداخ اور کھرمنگ میں بروقپا (بروکپا) سے مراد وہ قدیم آریائی شین دارد لوگوں سے ہے جو پہلی صدی عیسوی کے دوران مرکزی شینا بولنے والے شین دارد لوگوں سے الگ ہو گئے تھے [24]۔

---

[24] رازول کوہستانی 2023، بروقپا لوگ اور بروقسکت زبان۔

لداخ کے اضلاع لیہہ اور کارگل میں اس زبان کے بولنے والے بعض لوگ زیادہ تر بدھ مت کے پیروکار ہیں تاہم اس زبان کے بولنے والوں میں لیہہ اور کارگل اور بلتستان کے ضلع کھرمنگ کے مسلمان بھی بروقسکت بولتے ہیں [25]۔بروقسکت اور شینا زبان میں کافی فرق پیدا ہو چکا ہے اور آج کل ایک دوسرے کی زبان سمجھی نہیں جا سکتی۔

بروکسکت زبان میں اب تک دو تین لغات پر کام ہو چکا ہے جن میں راما سوامی کی "بروکسکت۔اردو۔ہندی لُغت"، ڈی ڈی شرما کی "بروکسکت لغت"، گیلسن سوانگ کی "داردی۔انگلش۔بھوتی۔ہندی لغت" شامل ہے جبکہ گنوخ وادی کے ماہر لِسانیات جناب محمد قاسم آریان گنوخی بروکسکت زبان کی لُغت مرتب کر رہے ہیں۔بروکسکت زبان میں کی جانے والی شاعری میں غزل، نظم، نوحے اور قصیدے شامل ہیں۔ریڈیو کارگل سے اس زبان میں ریڈیائی پروگرام نشر ہوتے ہیں۔

بروکسکت زبان کے اضافی حروف تہجی اور شینا زبان کے اضافی حروف تہجی ایک جیسے ہیں جن میں /څ، څھ، ڇ، ڇھ، ڙ، ݜ، ݨ/ شامل ہیں۔بروکسکت زبان میں /خ، غ، ق/ کی مُصمّتی آوازیں بھی پائی جاتی ہیں جیسے ہنزہ کے شینا لہجہ اور کوہستانی شینا میں پائی جاتی ہیں تاہم شینا زبان کے دراسی اور گلگتی لہجہ میں یہ آوازیں مفقود ہیں۔یہ آوازیں قدیم داردی زبانوں میں نہیں تھیں۔

پالُولا زبان (ISO 639-phl)

- تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← ہندآریائی ← شمال مغربی گروہ ← داردی ← شینا گروہ ← پالولا
- متبادل نام: پھلُورا، پھلُولو، پھلور، پلولا، ڈنگریکوار، ڈنگریک، بیوڑی، بیوڑِیا، عشرِیتا
- لِسانی علاقہ: ضلع چترال میں عشریت، بیوڑی وادی، کلکٹک اور اپر دیر میں گماڈن گاؤں

[25] N. Ramaswami, 1975. Brokskat Phonetic Reader, Genral Institute of Indian Languages, Mysore,P-1,2.

دارِدستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

- تعداد: 15000 سے زائد

پالُولا زبان ضلع چترال کے علاقہ عشریت اور بیوڑی کی وادیاں، کلکٹک اور شیشی کوہ کے بعض مقامات پر بولی جاتی ہے۔ اس زبان کا تعلق داردی لِسانی گروہ کی ذیلی شینا شاخ سے ہے۔ اس زبان کو کھوار بولنے والے ڈنگریک کا نام دیتے ہیں جب کہ اہل زبان اسے پھلوراا اور عشریتا کا نام دیتے ہیں[26]۔

اس زبان کے متعلق 1941ء میں Morgenstierne نے An Unknown Dardic Language of Chitral کے نام سے ایک مختصر کتابچہ شائع کیا تھا جس میں اس زبان کے متعلق ابتدائی طور پر اہم لِسانی معلومات فراہم کی گئی تھیں۔ لیکن زیادہ تکنیکی، وسعت اور گہرائی کا تحقیقی کام جناب Henrik Liljegren اور ان کے معاون جناب نسیم حیدر نے کیا ہے۔

پالُولا زبان بولنے والے لوگوں نے قدیم وقتوں میں شمالی پاکستان کے علاقہ چھلاس سے نقل مکانی کی تھی۔ ان لوگوں کا نسبی تعلق چھلاس کے "مت چک" کے ایک بیٹے "چھوک" کی نسل سے ہے جو چھلاس کا ایک مشہو مچک اور بوٹہ قبیلہ ہے جن کی دسویں صدی عیسوی سے قبل چھلاس میں حکومت قائم تھی[27]۔

پالولا، شینا زبان سے ماخذ زبان ہے اور جغرافیائی بُعد کی وجہ سے اب اس زبان نے اپنی انفرادی شناخت قائم کر لی ہے اور بول چال میں شینا زبان سے مکمل طور پر مختلف ہو گئی ہے اور اپنے ارد گرد کی کھوار اور پشتو زبان سے متاثر بھی ہے۔ اس زبان کے دو بڑے لہجے بِیوڑی اور عشریتی پائے جاتے ہیں جو وادی عشریت اور وادی بِیوڑی میں رائج ہیں[28]۔ پالُولا زبان بعض دوسرے قبائل نے بھی اپنائی ہوئی ہے جیسے کلکٹک میں پالولا بولنے والا قبیلہ جو نسبی طور پر کالاش ہے اور ان کی اصل مادری زبان کالاشا تھی جو انھوں نے ترک کر کے پالُولا اپنائی ہے[29]۔

---

[26] Henrik Liljegren and Naseen Haider, Palula Vocabulary, P-xiii

[27] عبدالرزاق، دارِدستان کا ایک قدیم نامور قبیلہ۔

[28] فخرالدین اخونزادہ، چترال کی زبانیں، ص:23 ۔

[29] فخرالدین اخونزادہ، 2024، چترال کی زبانیں، ص: 23۔

پالُولا زبان میں لوک ادب، لوک کہاوتیں، لوک کہانیاں، لوک داستانیں اور لوک شاعری کی کئی اصناف پائی جاتی ہیں۔ اس زبان میں ابتدائی قاعدے، لُغوی کتب، کہاوتیں، لوک شاعری، لوک کہانیاں اور بعض دوسری غیر رسمی نصابی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ ایک مقامی تنظیم انجمن ترقی پالُولا اس زبان کی ترویج واِحیاء کے لیے کام کر رہی ہے جسے فورم فار لینگوئج انیشٹیوز کا فنی تعاون حاصل ہے۔ اس زبان پر بعض دوسرے محققین کے علاوہ پالُولا زبان کے ماہر جناب نسیم حیدر اور سویڈن کے جناب Henrik Liljegren نے قابل قدر اور اہم لِسانی تحقیقی کام کیا ہے اور کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ پالولا اب ایک تحریری زبان کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔

پالولا زبان کے اضافی حروف تہجی میں /ڇ، ڇھ، څ، څھ، ژ، ژھ، ݜ، ڹ/ شامل ہیں۔

پشائی/پشہ ای زبان (ISO 639-scc, gth, psi, psh)

- تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← ہندآریائی ← شمال مغربی گروہ ← داردی گروہ ← پشاہی
- متبادل نام: پشہ ای، پشہ یی، پشاہی
- علاقہ: افغانستان میں نُورِستان، لغمان، کاپیسا، ننگرہار اور کُنڑ صوبے
- تعداد: 434000

پشائی زبان افغانستان میں بولی جانے والی ایک اہم داردی زبان ہے۔ اس کے بولنے والوں کی تعداد 434000 بتائی جاتی ہے جو داردی زبانوں میں چوتھی بڑی زبان ہے۔ یہ ایک تحریری زبان ہے اور لوگ اپنی زبان کے تحفظ اور بقاء کے لیے زیادہ متحرک ہیں۔ اس زبان کے چار ذیلی لہجے پائے جاتے ہیں جو شمال مشرقی، شمال جنوبی، جنوب مشرقی اور جنوب مغربی پشاہی لہجے کہلاتے ہیں[30]۔

[30] Republic of Afghanistan, The languages of Afghanistan (brief note); Mogenstierne, Culture of the Hindukush, G. p-4, Edited by Karl Jettmar, 1974.

دارِدستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

پشائی زبان بولنے والوں کو عام طور پر دیگان آف لغمان بھی کہا جاتا ہے۔ اس زبان کے زیادہ تر لوگ دیگان قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں[31]۔

پشائی زبان شمالی افغانستان کے صوبہ نُورِستان، صوبہ لغمان، صوبہ کاپسیا، صوبہ نگرہار اور صوبہ کُنڑ کے مختلف علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ پشائی زبان گزشتہ دو ہزار سال تک صرف بول چال کی زبان تھی، 2003ء میں اس زبان کے حروف تہجی اور رسم الخط وضع کیا گیا ہے اور اب تک کئی کُتب شائع ہو چکی ہیں۔ اس زبان کے چار ذیلی لہجے یہ ہیں:

- پشائی زبان کا شمال مغربی لہجہ افغانستان کے صوبہ کاپسیا اور لغمان، دریائے علین گار میں گل بہار سے نُورِستان تک، وادی علی شینگ اور سروبی کے شمال کی وادیوں میں رائج ہے؛
- پشائی زبان کا جنوب مشرقی لہجہ بالائی اور زیریں درّہ نور، دامنچ، شیل یا شاری؛ صوبہ ننگرہار، شیوا کے شمال میں؛ جنوبی لغمان صوبہ اور علین گار وادی میں رائج ہے؛
- پشائی زبان کا جنوب مغربی لہجہ کابل کے شمال مشرق، سروبی کے شمال، وادی تگاؤ یا تگاب کے علاقہ میں رائج ہے۔

پشائی زبان کی مختصر تفصیل کے لیے دیکھیں: Morgenstierne, 1925, Report on a Linguistic Mission to Afghanistan.

افغانستان کی داردی اور نُورِستانی زبانوں میں پشائی زبان کو اہم درجہ حاصل ہے اور اس کے بولنے والے سب سے زیادہ ہیں۔ قدیم زمانے میں پشائی بولنے والوں کے آباؤاجداد کہانت کاری (شامنزم) کے پیروکار تھے، ان کے تین اہم دیوتے تھے جن کے نام "پن داد"، "شروے" اور "لامندے" تھے، پشائی کثرت سے بکروں کی قربانیاں دیتے تھے[32]۔

---

[31] Grierson, 1900. Journal of the Rayal Asiatic Society, P-407. Languages Spoken beyond the NW Frionter of India.

[32] عمران خان آزاد، داردستان کا تعارف، مطبوعہ سربلند، ص:25۔

پشائی زبان پر پشتو اور فارسی کے اثرات حاوی ہو رہے ہیں تا ہم پشائی بولنے والے لوگوں نے اپنی ثقافت کو بہتر طور پر محفوظ کیا ہوا ہے۔ پشاہی زبان میں بچوں کی تعلیم کے لیے ابتدائی کتب مرتب کی گئی ہیں اور ان کی مادری زبان میں ابتدائی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ افغانستان کے پشاہی لِسانی علاقوں میں مقامی علماء اسلامی مدرسوں میں دینی درس وتدریس کے لیے بھی اس زبان کا استعمال کرتے ہیں۔

توروالی زبان (ISO 639-trw)

- تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← ہندآریائی ← شمال مغربی گروہ ← داردی گروہ ← کوہستانی گروہ ← توروالی
- متبادل نام: کوہستانی، توروالی کوہستانی، توروالک۔
- لِسانی علاقہ: ضلع سوات میں کالام اور بحرین کے علاقے۔
- موجودہ تعداد: 130000 سے کم (2023ء)

توروالی زبان، داردی زبانوں کے کوہستانی لِسانی گروہ کی ایک زبان ہے جو سوات کے علاقہ کالام اور بحرین میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان کے محقق جناب زبیر توروالی [33] کا کہنا ہے کہ توروالی زبان کے دو لہجے ہیں ایک سینکیان (بحرینی) اور دوسرا چیل لہجہ۔ سینکیان لہجہ علاقہ بحرین اور اس کے پرگنہ جات میں رائج ہے جب کہ چیل لہجہ وادی چیل کی توروالی کا لہجہ قرار دیا جاتا ہے۔ ماضی میں یہ زبان علاقہ سوات کی حدود سے باہر دُور تک ایک بڑے علاقہ پر پھیلی ہوئی تھی۔

ہخامنشی، اسکندر اعظم، محمود غزنوی، قدیم سواتیوں اور بعد میں یوسفزئی قبائل کے مسلسل حملوں کی وجہ سے توروالی لوگوں کا لِسانی جغرافیہ سکڑتے سکڑتے کالام اور بحرین کے علاقوں تک محدود ہو کر رہ گیا۔ ماضی بعید میں یہ زبان کافی بڑے رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔

اس زبان کے متعلق ماہر لِسانیات گریرسن کے ہندوستانی لِسانیات کے سروے میں داردی زبانوں کے تقابلی الفاظ کے باب میں اہم معطیات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک اور کتاب "Torwali:

[33] زبیر توروالی، توروالی۔اردو۔انگریزی لغت، مؤلف آفتاب احمد، ص:7۔

"An Account of a Dardic Language of the Swat Kohistan" میں اس زبان کے متعلق تفصیل سے لکھا ہے۔

اس زبان کے بولنے والوں کی موجودہ تعداد ایک لاکھ تیس ہزار سے کم ہے۔ اس کی ترویج کے لیے اس زبان کے حروف تہجی اور رسم الخط وضع کیا گیا ہے اور اس میں لکھائی پڑھائی کا کام ہو رہا ہے۔ چند سکولوں میں بچوں کو ابتدائی تعلیم بھی ان کی مادری زبان میں دی جا رہی ہے۔ اس زبان کے لیے ادارہ برائے تعلیم و ترقی بحرین سوات انتھک کوشش کر رہا ہے۔

انٹرنٹ پر اس زبان کے آن لائن لُغات بھی پائے جاتے ہے جسے توروالی زبان کے ماہر لِسانیات جناب انعام اللہ توروالی اور آفتاب احمد نے مرتب کیا ہے۔ اس زبان میں بچوں کی ابتدائی تعلیم کی نصابی کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ ادارہ برائے تعلیم و ترقی، بحرین سوات نے توروالی اور اردو میں دوسری اہم کُتب کی اشاعت کے علاوہ ذیل کتب بھی شائع کی ہیں۔
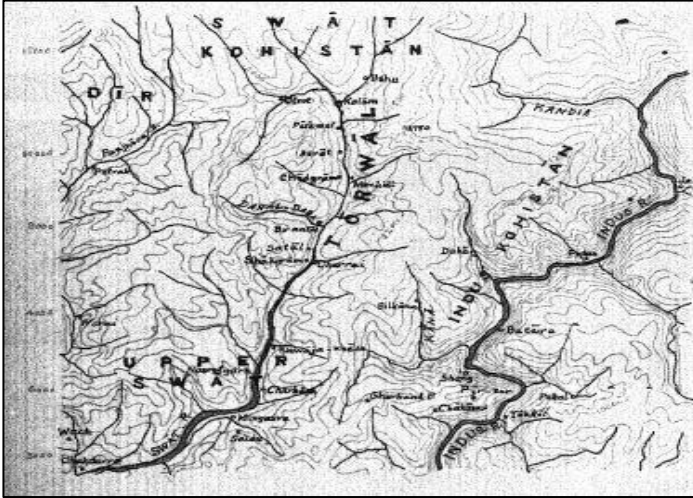
اس زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی مکمل کیا جا چکا ہے۔ اس ترجمہ کے روح رواں جناب انعام اللہ توروالی ہیں جنھوں نے مقامی علماء کے ساتھ مل کر یہ ترجمہ مکمل کیا ہے۔

ادارہ برائے تعلیم و ترقی، بحرین سوات کا ایک اہم کام مقامی محققین کی تحریروں کی اشاعت کے لیے "سر بلند" کے نام سے ایک مجلّے کا اجرا بھی ہے جس کا آغاز 2021ء میں کیا گیا ہے۔ اس مجلّہ کے تحت داردستان کے مقامی محققین کو ایک اہم پلیٹ فارم میسّر ہوا ہے اور مختلف موضوعات پر مشتمل تحقیقی تحریریں سے استفادہ کا بہتر موقع ملتا ہے۔

یہ زبان متنوع لوک ادب، لوک شاعری کی مختلف اصناف، لوک کہاوتیں، کہانیاں اور لوک داستانوں سے مالا مال ہے۔ اس زبان میں لُغات کی تین اہم کتب [34]، بچوں کے تصویری لُغات، ابتدائی قاعدے، نثری ادب ، لوک شاعری ، منظوم شعری تراجم اور بعض نصابی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ مقامی علماء کی ایک کمیٹی اس زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ تقریباً مکمل کر چکی ہے۔

توروالی زبان کے اضافی حروف تہجی میں /ځ، څھ، ځ، څھ، ڙ، ݜ/ شامل ہیں۔

تیراہی زبان (ISO 639-tra)

- تعلق: ہندیورپی ←← ہندایرانی ←← ہندآریائی ←← شمال مغربی گروہ ←← داردی گروہ ←← کوہستانی گروہ ←← تیراہی
- لِسانی علاقہ: جلال آباد (افغانستان)
- متبادل نام: تیرائی، ترائی
- موجودہ تعداد: 100 [35] ؟

ایک زمانے میں یہ زبان اورکزئی ایجنسی کی وادی تیراہ اور پشاور کے آس پاس اور اس کے علاوہ افغانستان میں ننگرہار اور کُنڑ وادی میں بھی اس کے بولنے والے پائے جاتے تھے جہاں وہ پشائی زبان بولنے والوں کے اہم ہمسایہ تھے[36] آج کل تیراہی زبان کے بچے کچے صرف بڑی عمر کے چند سو لوگ

---

[34] لغت کی پہلی کتاب جناب انعام اللہ کی، دوسری جناب آفتاب احمد کی اور تیسری جناب زبیر توروالی کی۔

[35] Republic of Afghanistan, The languages of Afghanistan (brief note)

[36] ڈاکٹر عاطف محمد حسین چودھری، https://www.facebook.com/profile.php?id=100088147651778...

جو جلال آباد کے جنوب مشرق کے بعض دیہات مترانی، جبّہ اور براخیل میں پائے جاتے ہیں، اس زبان کو بول سکتے ہیں[37]۔ تیراہی لوگوں کی اکثریت پشتو زبان اپنا چکی ہے اور ان کی زبان معدوم ہونے کے بالکل قریب تر ہے۔

تیراہی لوگ مغلوں کے زمانے میں روشنائی تحریک کے پکے حامی تھے اور اُن کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ یہ تحریک مغل حکومت کے خلاف تھی لیکن مغلوں کی سازش میں آ کر یہ لوگ روشنائی تحریک کے پچاس آدمیوں کو جرگہ کی مصالحاتی بات چیت کے لیے قلعہ بالا حصار لے گئے جہاں مغل حکومت کے گورنر نے مصالحتی بات چیت کی ناکامی کے بعد جرگہ کے تمام پچاس آدمیوں کو قلعہ بالا حصار میں قتل کر دیا۔ اس جرگہ میں روشنائی تحریک کے بانی بایزید انصاری اس وقت شامل نہ تھے۔ اس حادثہ کے سبب روشنائی تحریک کے بانی پیر روشن جو بایزید انصاری کے نام سے مشہور تھے یہ سمجھے کہ تیراہی لوگوں نے سازش کے تحت اس کے جرگہ کے شرکاء کو قتل کروایا ہے، اس بنیاد پر انہوں نے آفریدی اور دوسرے پشتون قبائل کے ساتھ تیراہی بولنے والوں پر لشکر کشی کرتے ہوئے ان کے چار سو مردوں کو تہہ تیغ کر دیا جس کی وجہ سے بچ جانے والے بقیہ تیراہی لوگ بھاگ کر افغانستان اور کچھ سوات کی طرف چلے گئے۔

ماہرِ لِسانیات گریرسن کا کہنا ہے کہ ممکنہ طور پر تیراہی زبان ہندوکش اور گوا کی درمیان وسطی ہندوستانی بھیل زبانوں کے ساتھ ساتھ مراٹھی کی کونکانی میں بھی داردی لِسانی اثر پایا جاتا ہو اور یہ لِسانی زنجیر جوڑنے کا لنک بھی ثابت ہو سکتا ہے[38]۔

[37] https://archive.org/details/enwiki-Tirahi_language

[38] Grierson, George (March 1925). "On The Tirahi Language". *The Journal of the Royal Asiatic Society of Great Britain and Ireland*: 408. JSTOR 25220761 (https://www.jstor.org/stable/25220761).

موجودہ تیراہی میں پشتو اثر کافی بڑھ گیا ہے جو تیراہی کی صوتیات، مورفالوجی اور لغت میں دیکھا جاسکتا ہے تاہم ذخیرہ الفاظ داردی تعلق کو ثابت کرتا ہے۔

آج کل پاکستان میں تیراہی زبان بولنے والا کوئی بھی موجود نہیں البتہ افغانستان میں تیراہی بولنے والے چند سو افراد کی موجودگی کا بتایا جاتا ہے[39] ۔

چِھلسِیو زبان (ISO 639-clh)

- تعلق: ہندیورپی ←← ہندایرانی ←← ہندآریائی ←← شمال مغربی گروہ ←← داردی گروہ ←← کوہستانی گروہ ←← چِھلسیو
- متبادل نام: چِھلِس، چِھلِیس، چِھلسِیا، گلوس
- لِسانی علاقہ: ضلع کولئی پالس کوہستان میں علاقہ مہارن اور ضلع اپر کوہستان میں وادی جلکوٹ
- موجودہ تعداد: 1000 (1992ء)

چھلسیو زبان داردی لِسانی گروہ کی کوہستانی شاخ سے تعلق رکھتی جو وادی کولئی کے علاقہ مہارن اور وادی جلکوٹ میں گجر بانڈہ، اجل گٹ، پشوٹ، دَدَیر، باڑو، گھابیک وغیرہ میں بولی جاتی ہے[40]۔ یہ چِھلِیس قبائل کی زبان ہے جو معدوم ہو رہی ہے اس کے بولنے والوں کی تعداد ہزار گیارہ سو کے قریب رہ گئی ہے۔ چھلیس لوگوں کی آبادی گلگت بلتستان میں بھی پائی جاتی ہے۔ انڈس کوہستان میں یہ لوگ کوہستانی شینا اپنا رہے ہیں اور گلگت بلتستان میں گلگتی شینا[41]۔

چھلیس زبان بولنے والوں کے متعلق بڈلف کا کہنا کہ ان کا اصل علاقہ بونیر تھا جہاں اسلامی تحریکوں سے بھاگ کر یہ لوگ سوات چلے گئے تھے بعد، میں کچھ تو سوات میں مسلمان ہوگئے اور جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ بھاگ کر کوہستان چلے گئے تھے[42]۔

---

[39] Culture of the Hindukush, G. Mogenstierne, p-4, Edited by Karl Jettmar, 1974

[40] Languages of Kohistan, P-117.

[41] رازول کوہستانی، 1998، انڈس کوہستان: شین، یشکن و کمین قبائل اور ان کا نظام معاشرت، ص:26۔

[42] Jhon Biddulph, Tribes of the Hindoo Koosh.

چھلِیسو زبان کے نام کا تعلق علاقہ چھلاس/چِلاس سے نہیں بلکہ چھلِیس قوم سے ہے۔ ماضی میں اس زبان کے بولنے والوں کی ایک بڑی تعداد دریائے سندھ کے مغرب میں کالا ڈھاکہ، وادی الائی اور انڈس کوہستان میں پائی جاتی تھی۔ جان بڈلف کا یہ بھی کہنا ہے کہ چھلیس لوگ سوات کے علاقہ چاہل سے نقل مکانی کرکے کوہستان آئے ہیں[43]۔

جان بڈلف کی کتاب "ہندوکش کے قبائل" میں چھلِیو زبان کے مختصر قواعد اور الفاظ کی فہرست دی گئی ہے جو اس زبان کے متعلق شاید پہلا حوالہ بھی ہے۔ بڈلف نے یہ فہرست گلگت میں موجود چھلیس لوگوں کے تعاون سے مرتب کی تھی[44] کیوں کہ وہ خود کوہستان نہیں آئے۔ چھلسیو ایک غیر تحریری اور معدوم ہونے والی زبان ہے۔

چِھلسِیو زبان کے جلکوٹی اور مہارن کے دو لہجوں کے تقابلی الفاظ کی فہرست ایس آئی ایل کی مطبوعہ کتاب "Languages of Kohistan" میں دی گئی ہے، یہ کتاب 1992ء میں شائع ہوئی تھی۔ دونوں لہجوں کے تقابلی الفاظ میں 86 فی صد مماثلت پائی جاتی ہے جبکہ انڈس کوہستانی زبان کے ساتھ اس کے الفاظ کی مماثلت 70 فی صد ہے[45]۔ گریرسن نے "ہندوستانی زبانوں کا لِسانیاتی سروے" میں جان بڈلف کی مرتب کردہ فہرست سے استفادہ کرتے ہوئے ان کے الفاظ شامل کیے ہیں۔

چھلیس قوم سے تعلق رکھنے والے جناب اثر جان (جو محکمہ تعلیم میں آفیسر ہیں) کا کہنا ہے کہ ضلع کولئی پالس کوہستان کے علاقہ مہارن میں چھلسیو زبان کلی طور پر معدوم ہو چکی ہے (تاہم اس کی ابھی تک تصدیق نہیں ہو سکی کہ حقیقت میں یہ زبان کولئی میں ختم ہو چکی ہے یا نہیں)۔ البتہ جلکوٹ کے بعض مقامات پر چھلِسیُو زبان اب بھی بولی جاتی ہے[46]۔

[43] Jhon Biddulph, Tribes of the Hindoo Koosh, P-10, 11.

[44] Jhon Biddulph, Tribes of the Hindoo Koosh, Appendexe P-lxv to lxxvi.

[45] Languages of Kohistan, P-123.

[46] ویڈیو انٹرویو، اثر جان، جون 2023۔

دارِدستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

دَرَاگی زبان (یہ زبان تاحال ethnologue میں رجسٹرڈ نہیں)

- تعلق: ہندیورپی ⟵ ہندایرانی ⟵ ہندآریائی ⟵ شمال مغربی گروہ ⟵ داردی گروہ ⟵ کوہستانی گروہ ⟵ دراگی
- لِسانی علاقہ: کلکوٹ، ضلع دیر، خیبر پختونخواہ
- متبادل نام: کوہستانی
- موجودہ تعداد: نامعلوم

یہ زبان یا بولی ضلع دیر کے علاقہ کلکوٹ کے دو قبائل ایازور اور جونور بولتے ہیں، لِسانی اعتبار سے یہ گاؤری زبان کے قریب ہے یا اس کا ایک لہجہ ہے۔ وادئ کلکوٹ میں 10 قبیلے ایسے ہیں جن میں 2 قبیلے داراگی اور 8 قبیلے کلکوٹی زبان بولتے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ گاؤری زبان کا لہجہ ہے اور الگ سے کوئی نئی زبان نہیں۔ اسے تا حال الگ زبان تسلیم نہیں کیا گیا نہ ہی اس پر کوئی تحقیقی کام ہوا ہے[47]۔ اس زبان کے آس پاس گاؤری اور پشتو زبان بولی جاتی ہے۔
داراگی زبان پر تاحال کسی نے ابتدائی تحقیق نہیں کی کہ یہ زبان باقاعدہ سے کوئی الگ زبان ہے جسے ایازور اور جونور قبائل بولتے ہیں یا پھر گاؤری زبان ہی کا کوئی ذیلی لہجہ ہے۔ اس زبان کے متعلق ترجیحی بنیادوں پر ابتدائی تحقیق ضروری ہے۔

دمیلی زبان (ISO 639-dml)

- تعلق: ہندیورپی ⟵ ہندایرانی ⟵ ہندآریائی ⟵ شمال مغربی گروہ ⟵ داردی گروہ ⟵ کُنڑی گروہ ⟵ دمیلی
- متبادل نام: گُدَوجی، گَدِوجی، گَدَوجی، گَدَوجو، دمیان باشا، دامِیا، دَمَیل، دمیدی
- لِسانی علاقہ: چترال کے جنوب میں وادی دمیل
- موجودہ تعداد: 7000 سے زائد

---

[47] جناب عمران خان کوہستان سے ذاتی رابطہ کاری اور معلومات کا تبادلہ۔

دمیلی زبان داردی لِسانی گروہ کی کُنڑی شاخ کی ایک زبان ہے جو چترال کے جنوب میں میر کھنی اور ارندو کے وسط میں واقع دمیل وادی میں بولی جاتی ہے۔ اسے اہل زبان "دامیاں باشا" کا نام دیتے ہیں۔ اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد سات ہزار تک ہے۔ دمیلی بولنے والے دامیل وادی کے دیہات پونہ گرام، آسپر، کراگرام، دمیل نسار، شینٹیری، براؤ، سواتو، ڈونڈدری، زرمباگ، کھراگرام، پشوتن اور کامسائی دیہات میں پائے جاتے ہیں، اس زبان پر ابتدائی تحقیقی کام Mogenstierne نے 1940ء میں کیا تھا[48]۔

دمیلی بولنے والے چار الگ الگ نسبی گروہوں پر مشتمل ہیں جن میں چرش داری، رہزن داری، خورا داری اور اوتار داری گروہ شامل ہیں[49]۔

دمیلی کے آس پاس کتہ وری، گوَرباتی، شیخانی، کالامی، کالاشا، پالولا، کھوار اور پشتو بولی جاتی ہے[50]۔
دمیلی زبان کی ترویج واحیاء کے لیے دمیلی ویلفئر سوسائٹی اور ادارہ فورم فار لینگوئج انیشٹیوز اسلام آباد کوششیں کر رہا ہے۔ اس زبان میں دمیلی قاعدہ، دمیلی ذخیرہ الفاظ کا مجموعہ، دمیلی۔اردو انگریزی بول چال اور دمیلی۔اردو۔ انگریزی کہاوتیں، دمیلی لوک کہانیوں کی کتاب شائع ہو چکی ہے۔ یہ زبان ارد گرد کی دوسری زبانوں سے متاثر ہو رہی ہے۔ اس زبان میں لوک نثری اور شعری ادب پایا جاتا ہے۔
دمیلی زبان کے اضافی حروف تہجی میں / چ، چھ، څ، څھ، ڗ، ش، ڈ/ شامل ہیں۔

---

48 دمیلی ذخیرہ الفاظ، اسلام آباد ; Culture of the Hindukush, G. Mogenstierne, P-6; Languages of Chitral, SIL, (1992), P-115, 116

49 فخر الدین اخونزادہ، 2023، چترال کی زبانیں، ص:53۔

50 دمیلی ذخیرہ الفاظ، اسلام آباد، ص:15۔

دارِدِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

دیگانو زبان (ISO 639-wsv)

- تعلق : ہندیورپی ← ہندایرانی ← ہندآریائی ← شمال مغربی گروہ ← داردی گروہ ← کوہستانی گروہ ← دیگانو
- متبادل نام : دیگانی، کتار گلائی/کتر گلائی
- لِسانی علاقہ : افغانستان
- موجودہ تعداد : نامعلوم

اس زبان کا لِسانی تعلق ہندآریائی زبانوں کے داردی لِسانی گروہ کی ذیلی کوہستانی شاخ سے ہے۔ یہ زبان افغانستان میں بولی جاتی ہیں۔ بعض لوگ اس زبان کو کتار گلَئی اور ووتاپوری کا نام بھی دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ دیگانو اصل میں پشائی زبان کی ایک الگ بولی ہے تاہم اس زبان کے متعلق زیادہ مواد دستیاب نہیں۔ اس زبان کے بولنے والے آہستہ آہستہ جنوبی پشتو زبان اپنارہے ہیں[51] اس وجہ سے اس کے بولنے والوں کی تعداد میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔

ساوی زبان (ISO 639-sdg)

- لِسانی تعلق : ہندیورپی ← ہندایرانی ← ہندآریائی ← شمال مغربی گروہ ← داردی گروہ ← شینا گروہ ← ساوی
- متبادل نام : ساوٗ، ساوج، ساوُجی
- لِسانی علاقہ : کُنڑ وادی، افغانستان
- موجودہ تعداد : 5000 (2017ء)

ساوی زبان افغانستان کے صوبہ کُنڑ میں بولی جاتی۔ یہ زبان ان قبائل کی زبان ہے جو سینکڑوں سال پہلے چھلاس سے نقل مکانی کے بعد چترال چلے گئے تھے۔ ان کے تین قبیلے تھے جن میں سے دو قبیلوں کے لوگ چترال میں عشریت، بیوڑی اور بعض دوسرے علاقوں میں آباد ہو گئے تھے اور ایک قبیلہ کے لوگ چترال سے وادی کُنڑ منتقل ہو گئے تھے۔ ساوی اور پالولا دونوں زبانوں کا تعلق شینا لِسانی گروہ سے

[51] https://www.ethnologue.com/language/wsv/

ہے۔ دونوں زبانیں شینا چھلاسی سے ماخذ ہیں اور اب اپنی انفرادی شناخت قائم کر چکی ہیں۔ ساوی اور پالولا بولنے والے ایک دوسرے کی زبان سمجھتے ہیں۔ چونکہ کُنڑ وادی کی اکثریتی زبان پشتو ہے اس لیے ساوی زبان پر پشتو زبان کے اثرات پڑ رہے ہیں۔ کُنڑ وادی کی سرحد زیریں دیر اور باجوڑ ایجنسی سے ملتی ہیں۔ ساوی اور پالولا زبان میں 58 فیصد لغوی مماثلت پائی جاتی ہے۔

شُماشتی زبان (ISO 639-sts)

- تعلق: ہندیورپی ←← ہندایرانی ←← ہندآریائی ←← شمال مغربی گروہ ←← داردی گروہ ←← کُنڑی گروہ ←← ششماتی
- متبادل نام: شمشتی، شمشت
- لِسانی علاقہ: افغانستان میں وادی پیچ اور جلال آباد کے درمیان
- موجودہ تعداد: 1000

یہ زبان مشرقی افغانستان میں صوبہ کُنڑ کے بعض مغربی دیہات جو جلال آباد اور وادی پیچ کے درمیان واقع ہیں، شمشت وادی میں بولی جاتی ہے یعنی بالائی شمشت اور مزار وادی کے بائیں اطراف میں۔ اس کی گرنگلی زبان سے 63 فیصد اور گورباتی کے ساتھ 47 فیصد لِسانی مماثلت پائی جاتی ہے[52]۔ اپنے لِسانی جغرافیہ میں یہ زبان شمال مشرقی پشائی زبان سے زیادہ متاثر ہے۔

شینا (گلگت بلتستان) (ISO 639-scl)

شینا (انڈس کوہستانی) (ISO 639- plk)

- تعلق: ہندیورپی ←← ہندایرانی ←← ہندآریائی ←← شمال مغربی گروہ ←← داردی گروہ ←← شینا گروہ ←← شینا
- لِسانی علاقہ: گلگت بلتستان، انڈس کوہستان، نیلم وادی، وادی گریز، دراس، کارگل لداخ
- موجودہ تعداد: تیس لاکھ سے زائد

---

[52] Republic of Afghanistan, The languages of Afghanistan (brief note)۔

دارد ِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

شینا زبان شمالی پاکستان کی ایک سے بڑی داردی زبان ہے جس کے بولنے والے ہندوستان میں لداخ، جموں کشمیر، دراس، کارگل، پاکستان میں صوبہ گلگت بلتستان، انڈس کوہستان میں درّہ مداخیل سے بھاشاتک، ضلع مانسہرہ میں بابوسر کا بالائی علاقہ، آزاد کشمیر کی وادی نیلم میں تاؤبٹ اور پھولاوائی کے علاقہ جات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ شینا بولنے والوں کے کئی مستقل محلّہ جات یا بستیاں پاکستان کے دوسرے شہروں میں بھی پائی جاتی ہیں اور کئی شہروں اور علاقوں میں بکھرے ہوئے بھی ہیں۔

شینا زبان کے تین بڑے لہجے پائے جاتے ہیں جن میں گلگتی، استوری اور کوہستانی لہجہ شامل ہے۔

- استوری لہجہ: اس میں استور، گلتری، سکردو، وادی گریز، دراس اور کارگل کا شینا لہجہ شامل ہے؛
- گلگتی لہجہ: اس لہجہ میں گلگت، دیامر اور ضلع غذر کا شینا لہجہ شامل ہے؛
- کوہستانی لہجہ: اس لہجہ میں انڈس کوہستان کے علاقہ کولئی سے بھاشاتک کے علاقے شامل ہیں۔

شینا زبان کا کوہستانی لہجہ چھلاس کے لہجے کے زیادہ قریب ہے جبکہ گلگت کے شینا لہجہ کے ساتھ کافی بُعد پایا جاتا ہے۔

قدامت کے اعتبار سے شینا اور دوسری داردی زبانیں کم و بیش چھ ہزار سال قبل مسیح کی زبانیں سمجھی جاتی ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ ان کی نقل مکانی سے قبل ان کے قدیم آبائی خطے میں کوئی پروٹو داردی زبان رائج رہی ہوگی جس کے آثار آج بھی ان کے بعض مشترکہ سرمایہ الفاظ میں پائے جاتے ہیں۔

داردی زبانیں اُن قدیم آریائی طائفوں کی زبانیں ہیں جنھوں نے تین ہزار سے ایک ہزار سال قبل مسیح کے زمانے میں وسط ایشیا (کاکیشیا) سے نقل مکانی شروع کی اور گروہ در گروہ مختلف مقامات پر پڑاؤ کرتے اور مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے بر صغیر میں داخل ہوئے[53]۔

شینا زبان کے موجودہ لِسانی جغرافیہ میں ہندوستان کے زیر قبضہ علاقوں کی شینا گریزی، دراسی اور بٹالک، لداخی بروکھسٹ شینا کے ارد گرد لداخی، تبتی، کشمیری، ہندی اور گوجری؛ بلتستان اسکردو کی طرف اس کے ارد گرد بعض ہندآریائی، ایرانی، تبتو برمن (بلتی/لداخی)؛ گلگت اور غذر کے آس پاس

---

[53] رازول کوہستانی، شینا۔اردو لغت، گندھارا اکیڈمی، پشاور۔

بروشسکی، ڈوماخی، وخی، کھوار، انڈس کوہستان کے آس پاس داردی کوہستانی لِسانی گروہ کی چار مقامی زبانیں، ضلع شانگلا اور سوات کی طرف پشتو، ہزارہ ڈویژن کی طرف پشتو، ہنکو/تنولی اور گوجری؛ آزاد کشمیر کی نیلم وادی میں شینا زبان کے ارد گرد ہندکو، گوجری، کشمیری اور کُنڈل شاہی زبان بولی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ شینا زبان کے وہ نئے میدانی یا شہری علاقے (پنجاب، خیبر پختونخواہ اور سندھ) جہاں کئی نئی اور پرانی بستیاں اور آبادیاں معرض وجود میں آچکی ہیں اور جہاں لاکھوں شینا بولنے والوں کی مستقل یا عارضی آبادیاں پائی جاتی ہیں ان کا کئی دوسری زبانوں سے لِسانی رابطہ قائم ہے۔ ان میں ہندکو، گوجری، پشتو، پنجابی، پوٹھواری، پہاڑی، کشمیری، سندھی اور اردو زبانیں شامل ہیں۔ شہری علاقوں میں آباد شینا بولنے والی نئی نسل کے لہجوں میں بعض صوتی، صرفی اور نحوی تغیّر کے آثار مشاہدہ میں آئے ہیں[54]۔

موجودہ دور میں شینا زبان کے مختلف لہجے اپنے اپنے جغرافیائی منطقوں میں بے شمار دوسری زبانوں کے ساتھ لِسانی روابط قائم ہیں۔ نظام تعلیم، دفاتر اور طبّی مراکز وغیرہ میں اردو زبان کا رابطہ عام ہے۔ گلگت، چھلاس اور انڈس کوہستان میں مقامی علماء اسلامی مدرسوں میں دینی تدریس کے لیے بھی اس زبان کو استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مذہبی تعلیم کے میدان میں عربی اور فارسی سے لِسانی واسطہ پڑ رہا ہے۔ ان علاقوں میں سماجی، ثقافتی، تجارتی، مذہبی، تعلیمی، سیاسی اور لِسانی روابط کے تحت مختلف زبانیں بولنے والے لوگوں کا ایک دوسرے سے روزمرہ واسطہ پڑتا ہے اور زبانوں کے کئی الفاظ کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح کئی مقامی الفاظ معدومی کی طرف اور کئی بیرونی الفاظ دخول کی طرف سفر کرتے رہتے ہیں۔ زرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کے توسط سے نئے نئے الفاظ زبانوں میں داخل ہو رہے ہیں۔ گھر، حجرہ اور بیاک کے ماحول میں جو روایتی گفتگو اور لوک دانش پر بات چیت کا تبادلہ ہوتا رہتا تھا اب اس کی جگہ سوشل میڈیا نے لے لی ہے۔ مقامی زبانوں میں زرعی اوزار و زراعت، لباس، گھریلو اشیاء، موسیقی کے آلات اور روایتی دُھنیں، جولاہوں اور لوہاروں کے پیشہ سے متعلق الفاظ،

54 رازول کوہستانی، شینا۔اردو لغت، 2021، گندھارا ہندکو بورڈ، پشاور۔

خوراک، ہتھیار اور نظام قرابت داری سے متعلق بعض قدیم الفاظ معدومی کا شکار ہیں اور نوجوان نسل اس قسم کے الفاظ سے آگاہ نہیں۔ شینا زبان کا لِسانی ماحول موجودہ دور میں کسی حد تک سازگار ہے اور وہ جنگ و جدل اور لشکر کشی اب نہیں جو ماضی بعید میں پائی جاتی تھی[55]۔

شینا زبان میں قرآن مجید کے تراجم، سیرت النبی ﷺ اور ازواج مطہرات و دخترانِ محمد ﷺ پر کتب، لُغات، نثری اور شعری ادب، منظوم شعری تراجم، لِسانی قواعد، ابتدائی قاعدے، لوک کہانیاں، لوک کہاوتیں اور دیگر موضوعات پر پاکستان اور ہندوستان میں متعدد کتب شائع ہو چکی ہیں۔ تاہم ابھی تک اس زبان کے املائی نظام میں حتمی یکسانیت قائم ہونا باقی ہے البتہ پاکستان میں اس زبان کے حروف تہجی پر مکمل اتفاق ہو چکا ہے۔ گلگت اس زبان کا ایک بڑا اور اہم ادبی مرکز ہے۔

داردی زبانوں میں شینا زبان واحد زبان ہے جس کے لغوی سرمایہ کا دوسری 32 زبانوں کے ساتھ لِسانی اشتراک تلاش کیا گیا ہے۔ شینا زبان کا ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ اس سے کم از کم پانچ یا چھ دِوسری زبانیں ماخذ ہوئی ہیں جن میں اُشوجو، کلکوٹی، پلولا، ساوی، بروقسکت وغیرہ شامل ہیں۔

اس زبان کی صوتیات، قواعد اور دوسرے موضوعات پر مقامی اور مغربی محققین نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ بیرونی محققین میں ڈاکٹر لٹنر، لاریمر، گراہم بیلی، ڈاکٹر بدرس، جان بڈلف، گریرسن، ڈاکٹر رتھ لیلیٰ شمٹ اور کارلا روڈلوف سر فہرست ہیں۔ جب کہ مقامی محققین میں امین ضیاؔ، شکیل احمد شکیل، عبدالخالق تاجؔ، رازول کوہستانی، مسعود ساموں، مختار زاہد، محمد شفیع سر فہرست ہیں۔

شینا زبان کے اضافی حروف تہجی میں /ʈʂ/ [ڇ]، /ʈʂʰ/ [ڇھ]، /ts/ [څ]، /tsʰ/ [څھ]، /ʐ/ [ژ]، /ʂ/ [ݜ] اور /ɳ/ [ݨ] شامل ہیں۔

[55] رازول کوہستانی، شینا۔ اردو لغت، 2021، گندھارا ہندکو بورڈ، پشاور۔

داردِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

کالاشا (کاڈلاّ ݜاّ) زبان (ISO 639-kls)

- تعلق: ہندیورپی ↞ ہندایرانی ↞ ہندآریائی ↞ شمال مغربی گروہ ↞ داردی گروہ ↞ چترالی گروہ ↞ کالاشا
- متبادل نام: کالاشموند، کالاش، کالاسا، دارُدو، کالاشامون، کالاشاموندر، کالاشی، ارسونیوار، کالاشوار
- لِسانی علاقہ: چترال میں بیریر، ریمبور، بمبوریت، ارسون وادی
- موجودہ تعداد: 6643

کالاشا زبان داردی لِسانی گروہ کی چترالی لِسانی شاخ کی ایک ذیلی زبان ہے جو ضلع چترال میں وادی ریمبور، بمبوریت اور بیریر کے علاقہ میں آباد کالاش قبائل میں بولی جاتی ہے۔ یہ ایک قدیم زبان ہے۔ حال ہی میں ایک پروجیکٹ "کالاش زبان و ثقافت کا تحفظ" کے تحت اس زبان کا تحریری نظام وضع کیا گیا ہے۔ یورپی محققین نے اس زبان پر کافی لِسانی تحقیق کی ہے ان میں اہم تحقیقی کام جناب Morgenstierne کا بھی ہے جنھوں نے Indo-Iranian Frontier Languages کی جلد چہارم The Kasha Language کے نام سے لکھی ہے جس میں کالاش کہانیاں، ترجمہ، قواعد اور الفاظ کا ذخیرہ شامل ہے۔ ان کے علاوہ گریرسن کے لِسانیاتی سروے میں بھی بہت سا مواد شامل ہے۔

ایک عرصہ تک یہ کہا جاتا رہا تھا کہ کالاشا لوگوں کا نسبتی تعلق یونانیوں سے ہے لیکن بعد کی تحقیقات اور ڈی این اے کی تحقیق سے یہ غلط ثابت ہوا ہے۔

مائٹوکونڈریل ڈی این اے میں مغربی یوریشین خصوصیات خواتین کے لیے مشرقی یورپی اور مغربی ایشیائی آبادی کے ساتھ کالاشہ کے جینیاتی تعلق کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مردانہ خطوط کے ساتھ، مغربی ایشیائی یا جنوب مشرقی یوروپیوں کے ساتھ کسی بھی تعلق کا پتہ نہیں چل سکا، یونان یا مقدونیہ میں آج بولی جانے والی زبانوں کے ساتھ کسی قریبی روابط کا پتہ نہیں چل سکا[56]۔

[56] Peter Bakker & Aymeric Daval-Markussen, 2017. Linguistic and Genetic Roots of the Kalasha

اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد کم ہو رہی ہے اور اب پانچ ہزار سے کم رہ گئی ہے۔ جو کالاشا زبان پاکستان میں چترال کے علاقے بیریر، ریمبور، بمبوریت اور ارسون میں بولی جاتی ہے وہ داردی زبانوں کے ہندآریائی لِسانی گروہ میں شامل ہے جبکہ وہ نُورِستانی کالاشاآلا جو افغانستان کے صوبہ نُورِستان میں بولی جاتی ہے زبانوں کے نُورِستانی لِسانی گروہ سے تعلق رکھتی ہے اور ایرانی آریائی گروہ میں شامل ہے۔ گویا ایک کالاشا زبان ہندآریائی ہے اور دوسری کالاشا زبان ایرانی آریائی ہے۔

کالاشا زبان کی حروف تہجی میں/ جؕ، جؕھ، چؕ، چؕھ، ځ، څھ، ژؕ، شؕ، لؕ/ کے اضافی حروف شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کالاشا زبان کے لیے رومن۔ لاطینی حروف تہجی بھی وضع کی گئی ہے اور کالاش لوگ زیادہ تر اسی رسم الخط میں لکھنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ رومن۔لاطینی رسم الخط میں کالاش طلباء کو غیر رسمی تعلیم دی جاتی ہے۔ مذہبی تقریبات میں بھی اس زبان سے کام لیا جاتا ہے۔رومن۔لاطینی رسم الخط کے استعمال کے ساتھ ہی عربی رسم الخط کو ترک کیا جارہا ہے۔

ایس آئی ایل کی کتاب "Languages of Chitral" میں اس زبان کا سماجیاتی مطالعہ اور تقابلی الفاظ کی فہرست اور موجودہ لِسانی حالت کے متعلق تحقیق کی گئی ہے[57]۔

فخرالدین اخونزادہ کے مطابق داردی زبانوں میں زیادہ تحقیقی کام کاشالا موند زبان پر ہوا ہے[58]۔

گرنگلی زبان (ISO 639-nli)

- تعلق: ہندیورپی ⟵ ہندایرانی ⟵ ہندآریائی ⟵ شمال مغربی گروہ ⟵ داردی گروہ ⟵ کُنڑی گروہ ⟵ گرنگلی
- متبادل نام: گریگلی، جُمیاکی، زِمیاکی، گلنگلی
- لِسانی علاقہ: صوبہ کُنڑ، افغانستان
- تعداد: 5000 (1994ء)

57 SIL, Languages of Chitral, P-96 to114.

58 فخرالدین اخونزادہ، 2023، چترال کی زبانیں، ص:65۔

کریگلی یا گرنگلی زبان افغانستان کے صوبہ کُنڑ میں بولی جاتی ہے۔ اس کے بولنے والے پیچ دریا کے جنوب میں کندائی کے پرگنہ جات میں پائے جاتے ہیں۔ یہ زبان کُنڑی لِسانی گروہ میں شامل ہے۔ اس کے بولنے والوں کی موجودہ تعداد پانچ ہزار ہے۔ اس زبان کے آس پاس پشاہی، اشکون، نُورِستانی کلاشا، کتہ وری اور پشتو زبانیں بولی جاتی ہیں۔

کشمیری زبان (ISO 639-kas)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ->> ہندایرانی ->> ہندآریائی ->> شمال مغربی گروہ ->> داردی گروہ ->> کشمیری
- متبادل نام: کأشُر، کسٰرِی، کوشُر
- لِسانی علاقہ: کشمیر، پاکستان
- موجودہ تعداد: 9687000 (2011ء)

کشمیری داردی لِسانی گروہ کی ایک ہندآریائی زبان ہے جو آزاد کشمیر اور جموں کشمیر میں کئی مقامات پر بولی جاتی ہے۔ یہ پانچ ہزار سال قدیم زبان ہے۔ اسے کأشُر بھی کہا جاتا ہے۔ اس زبان کے کشمیری، کھشتواڑی اور سراجی لہجے پائے جاتے ہیں۔

کشمیری زبان کا پرانا رسم الخط شاردا تھا جو نیلم وادی کی شاردا یونیورسٹی کے نام سے موسوم ہے۔ لکھت میں شاردا رسم الخط دیوناگری سے ملتا جلتا خط ہے جو بائیں سے دائیں طرف لکھا جاتا ہے۔ کشمیر کے مسلمانوں کے علاوہ وہاں کے مقامی پنڈت اور سکھ بھی کشمیری زبان بولتے ہیں۔ کشمیری زبان نہ صرف نستعلیق میں لکھی جاتی ہے بلکہ اسے شاردا اور دیوناگری میں بھی لکھا جاتا ہے۔

اس زبان میں قرآن مجید کے تراجم، شعری اور نثری ادب کی بے شمار کُتب شائع ہو چکی ہیں۔ اس زبان کے کئی صوفیاء شاعر گزرے ہیں۔ للّہ عارفہ اس زبان کی ایک مشہور صوفی شاعرہ گزری ہیں جو للّہ ماں جی کے نام سے مشہور ہیں۔ کئی کشمیری علماء مقامی اسلامی مدرسوں میں دینی تدریس کے لیے بھی اس زبان کو استعمال کرتے ہیں۔

دارِدِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

کشمیری گو کہ ایک داردی زبان ہے لیکن یہ زبان ہندی اور فارسی سے زیادہ متاثر ہو چکی ہے۔ کشمیری زبان کے حروف تہجی یہ ہیں:

ا،ب،بھ، پ، پھ، ت، تھ، ٹ، ٹھ، ث، ج، جھ، چ، چھ، ح،خ، د،ڈ، ذ، ر، ڑ، ز، ژ، ژھ، س، ش، ص،ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، کھ، گ، گھ، ل، م، ن، ں، و، وھ، ھ، ہ، ی، ے۔

کشمیری زبان کا قدیم شاردا رسم الخط جسے کسی زمانے میں سرکاری زبان کا درجہ حاصل تھا۔ شاردا رسم الخط، شاردا دیوی اور نیلم وادی کی قدیم شاردا یونیورسٹی کے نام سے منسوب ہے۔

شاردا رسم الخط ایک زمانے میں کشمیر، افغانستان اور ہماچل پردیش میں موثر طور پر زیر استعمال رہا ہے۔ شاردا رسم الخط کا آغاز ساتویں صدی عیسوی میں ہوا تھا۔

موجودہ دور میں ہندوستانی حکومت کی کوشش ہے کہ شاردا رسم الخط کو مکمل طور پر دیوناگری رسم الخط میں تبدیل کیا جائے۔ ہندوستانی حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ ہندی رسم الخط کو کشمیری زبان کی ترقی وترویج کا ذریعہ بنایا جائے اس کا اصل مقصد کشمیری زبان سے شاردا، فارسی، عربی اور اردو ادب کا تاریخی طور پر خاتمہ کرنا ہے۔

کلکوٹی زبان (ISO 639-xka)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← ہندآریائی ← شمال مغربی ← داردی گروہ ← شینا گروہ ← کلکوٹی
- لِسانی علاقہ: ضلع دیر میں کلکوٹ کا علاقہ
- موجودہ تعداد: 15000 (2018ء)

کلکوٹی زبان داردی لِسانی گروہ کی شینا لِسانی شاخ کی ایک ذیلی زبان ہے جو ضلع دیر کے علاقہ کلکوٹ میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد پندرہ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ کلکوٹ وادی کے دس

قبائل میں سے آٹھ قبائل کلکوٹی زبان بولتے ہیں جب کہ کلکوٹ کے بقیہ دو قبیلے داراگی زبان بولتے ہیں جو گاؤری زبان کے قریب سمجھی جاتی ہے لیکن کلکوٹی نہیں۔

کلکوٹی زبان کے ارد گرد پشتو اور گاؤری زبانیں بولی جاتی ہیں اس لیے یہ زبان ان سے متاثر بھی ہو رہی ہے۔ کلکوٹی بولنے والوں کا رحجان گاؤری زبان اپنانے کی طرف زیادہ مائل ہے۔

کلکوٹی زبان کے اضافی حروف تہجی میں / ج ، جھ ، خ ، خھ ، ژ ، ش ، ڵ / شامل ہیں۔

کُنڈل شاہی زبان (ISO 639-shd)

- تعلق : ہندیورپی ‹‹ ہندایرانی ‹‹ ہندآریائی ‹‹ شمال مغربی گروہ ‹‹ داردی ‹‹ شینا گروہ ‹‹ کنڈل شاہی
- متبادل نام : راوڑی، اپین بول
- لِسانی علاقہ : نیلم وادی آزاد کشمیر میں کنڈل شاہی کا مقام
- موجودہ تعداد : 700 (2005ء)

کُنڈل شاہی داردی لِسانی گروہ کی شینا لِسانی خاندان کی ایک زبان ہے جو آزاد کشمیر کی نیلم وادی میں کُنڈل شاہی کے مقام پر بولی جاتی ہے جس کا ایک تاریخی نام "درل" یا "درال" بھی ہے۔

اس زبان کا ابتدائی لِسانیاتی سروے جناب ڈاکٹر جان بارٹ اور جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے کیا تھا جس کی ایک تحقیقی رپورٹ "Khawaja A. Rehman and Joan L.G. Baart, 2005. A First Look at the Language of Kundal Shahi in Azad Kashmir." کے نام سے شائع ہوئی جس میں کُنڈل شاہی زبان کی موجودہ حالت، اس کا لِسانی تعلق و مماثلت، بنیادی صوتیات، بنیادی الفاظ کی فہرست شامل ہے۔

کُنڈل شاہی زبان پر کشمیری اور ہندکو کے زیادہ اثرات مشاہدہ کیے گئے ہیں۔ سروے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ کُنڈل شاہی زبان بولنے والوں کے آس پاس سیّد، شیخ اور مغل بھی آباد ہیں۔ جیسا کہ کُنڈل شاہی بولنے والے خود کو قریشی بھی کہلاتے اس بنیاد پر ان کی اپنی زبان اس نظریہ کی نفی کرتی ہے۔

کُنڈل شاہی زبان ہندکو اور کشمیری زبان سے متاثر ہو رہی ہے۔ کُنڈل شاہی بولنے والوں کی نئی نسل ہندکو زبان اپنانے کی طرف زیادہ مائل ہے۔ کُنڈل شاہی کے لِسانی علاقہ میں ہندکو زبان کا جو لہجہ رائج ہے وہ بالاکوٹ اور کاغان کے ہندکو لہجہ کے قریب ہے۔

ڈاکٹر جان بارٹ اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے جب 2005 میں یہاں لِسانی سروے کیا تھا تو انہیں بتایا گیا تھا کہ پچاس سال پہلے یعنی آج سے 73 سال پہلے کنڈل شاہی بولنے والوں کی تعداد 1500 سے 2000 تک تھی جو آج یعنی 2023 میں کم ہو کر محض سات آٹھ سو رہ گئی ہے۔

کنڈل شاہی زبان کی دوسری زبانوں سے لِسانی مماثلت کے اعداد و شماریہ بتائے گئے ہیں[59]:

شینا استوری، شینا کوہستانی سے مماثلت: 49 فیصد

بالاکوٹی ہندکو سے مماثلت: 47 فیصد

کشمیری زبان سے مماثلت: 45 فیصد

گوجری زبان سے مماثلت: 40 فیصد

انڈس کوہستانی زبان سے مماثلت: 34 فیصد

کُنڈل شاہی زبان میں دوسری داردی زبانوں کے بر عکس /چ، چھ، څ، څھ، ژ، ش/ جیسی مُصمّتی آوازیں مفقود ہیں البتہ /ٹؕ/ کی آواز پائی جاتی ہے۔ کُنڈل شاہی زبان معدومی کے شدید خطرات سے دوچار ہے۔

کھوار زبان (ISO 639-khw)

- **تعلق**: ہندیورپی ‹‹ ہندایرانی ‹‹ ہندآریائی ‹‹ شمال مغربی گروہ ‹‹ داردی گروہ ‹‹ چترالی گروہ ‹‹ کھوار
- **متبادل نام**: قشقاری۔ کشکاری، ارنِیا، چترالی، چتراری

[59] Khawaja A. Rehman and Joan L.G. Baart, 2005. A First Look at the Language of Kundal Shahi in Azad Kashmir, P-9.

دارد ِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

- لِسانی علاقہ : ضلع چترال اور ضلع غذر کے بعض علاقے
- موجودہ تعداد: 550,000 (2020ء)

کھوار زبان ضلع چترال کے زیادہ تر اور ضلع غذر کے بعض مقامات پر بولی جانے والی ایک قدیم زبان ہے۔ اس کا تعلق ہند آریائی لِسانی گروہ کی داردی شاخ سے ہے۔ اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد پانچ لاکھ پچاس ہزار سے زائد ہے۔ اس زبان پر مقامی اور بیرونی محققین نے کافی تحقیقی کام کیا۔

ایتھنولاگ کے مطابق کھوار زبان کے لہجوں میں شمالی کھوار، جنوبی کھوار، مشرقی کھوار اور مغربی کھوار لہجہ شامل ہے۔ شمالی لہجے کو معیاری اور خالص لہجہ سمجھا جاتا ہے۔

کھوار زبان میں ابتدائی طور پر جناب اتالیق محمد شکور نے 18ویں صدی عیسوی میں اپنے کھوار شعری کلام کو فارسی میں تحریر کیا تھا۔ جناب ناصر الملک اور جانب مرزا عمران نے 1920ء کے زمانے میں اس زبان کے اضافی حروف وضع کیے جو کہ طویل بحث و مباحثہ کے بعد 1960ء کے زمانے میں ان اضافی حروف کو عوامی تائید و قبولیت حاصل ہوئی [60]۔

چترال کے معروف محقق جناب ممتاز حسین کھوار زبان کے متعلق لکھتے ہیں کہ : "کھوار ایک انڈو آرئین زبان ہے جس کا بیشتر ارتقائی دور چترال کی شمالی وادیوں میں گزرا۔ بالکل شروع میں کھوار اور کلاشہ ایک ہی زبان تھی، جو مختلف عوامل کی وجہ سے رفتہ رفتہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے گئے۔ بعد میں سیاسی اور مذہبی محرکات نے کلاشہ بولنے والوں کو اپنی زبان ترک کرکے کھوار اپنانے پر مجبور کیا۔ اس طرح یہ سارے علاقے کی زبان بن گئی۔ سیاسی عوامل نے ہی کھوار کو گلگت کے شمالی حصوں میں پھیلایا اور یہ اس علاقے کی ایک اہم زبان بن گئی۔ اپنے طویل ارتقائی دور کے دوران کھوار نے فارسی، وخی، ترکی، پشتو، اردو، بروشسکی اور انگریزی سے الفاظ مستعار لیے جو اب اس کا مستقل حصہ ہیں۔ ان

---

[60] ممتاز حسین، 2021، مضمون "کھوار زبان و ادب"، مطبوعہ سر بلند، مدیر زبیر توروالی، شمارہ-1، ص:239۔

تمام اثرات کے باوجود کھوار کا انڈو آرئیں رنگ اب بھی نمایاں ہے۔ اس کا اسٹرکچر اور لہجہ اب بھی فارسی سے بالکل الگ اور انڈو آرئین زبانوں سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے[61]"۔

مقامی سطح پر اس زبان میں قرآن مجید کے تراجم، ابتدائی قاعدے، لِسانی قواعد، گرامر، کہاوتیں، لوک کہانیاں، شعری مجموعے، نثری تراجم، رسائل اور کئی دوسری کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس زبان میں لوک ادب، لوک داستانیں، لوک کہانیاں، لوک شاعری، ناول اور جدید شعری اصناف پائی جاتی ہیں۔ اس زبان میں طلباء و طالبات کے لیے ابتدائی نصابی کُتب بھی تیار کی گئی ہیں۔ کشمیری زبان کے بعد داردی زبانوں میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ کُتب کھوار زبان میں لکھی اور شائع کی گئی ہیں۔ 1965ء سے اس زبان میں ریڈیو پروگرام نشر ہو رہیں ہیں۔ 2023 کے وسط میں ٹی وی نشریات کا آغاز ہو چکا ہے۔ مقامی سطح پر اہل قلم اس زبان کی ترقی و ترویج کے لیے مثبت کوششیں کر رہے ہیں۔ انجمن ترقی کھوار، ادارہ مئیر چھترار اور فورم فار لینگویج انیشٹیوز کی کوششوں سے اس زبان میں نشر و اشاعت کا کام ہو رہا ہے۔ حال ہی میں محترمہ ایلینا بشیر نے اس زبان کا ایک نیا لُغت

Khowar-English Lexicon — with Cultural and Etymological Notes

شائع کیا ہے جو لِسانی، تحقیقی اور حوالہ جاتی اعتبار سے نہایت اہم کام ہے۔

کھوار کے اضافی حروف تہجی میں /ڇ، ڇھ، ݮ، ځ، څھ، ځ، ݱ، ݰ/ شامل ہیں۔

گاؤری زبان (ISO 639-gwe)

- تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← ہندآریائی ← شمال مغربی گروہ ← داردی گروہ ← کوہستانی گروہ ← گاؤری
- متبادل نام: کوہستانی، کالامی، بشگھارِک، بشکارِک، بسکارِک، ڈیری، کوہستانا، گاروا، گاروی

61 ممتاز حسین، زبان کا ارتقاء، دسمبر 2023۔

دارڈِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

- لِسانی علاقہ: ضلع سوات میں کالام اور ضلع بالائی دیر کے بعض علاقے
- موجودہ تعداد: 100000 سے زائد

اس زبان کو کالامی یا کالام کوہستانی بھی کہا جاتا ہے جب کہ چترالی اس زبان کو بشقاریک کا نام بھی دیتے ہیں اور خود گاؤری لوگ اس زبان کو کوہستانی بھی کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس زبان کو گاروی اور گاؤری بھی کہا جاتا رہا ہے[62] لیکن آج کل متفقہ طور پر اس زبان کو تحریری طور پر گاؤری کا نام دیا گیا ہے جو اہل زبان کے قبیلے کا نام بھی ہے۔ گاؤری زبان داردی لِسانی گروہ کی کوہستانی شاخ کی ایک اہم زبان ہے۔ یہ زبان ضلع سوات کی تحصیل کالام میں کالام، اوشو، ہر یانئ اتروڑ اور ضلع دیر کے علاقے پتراک، کلکوٹ، بریکوٹ، بیاڑ، لاموتی اور تھل میں بولی جاتی ہے۔

اس زبان کا ذکر سنسکرت کے قواعد دان پانینی کے ہاں "گاؤرائیوئی" نام سے آیا ہے[63]۔ گاؤری بولنے والے لوگ بھی ان قبائل میں شامل ہیں جو ہخامنشی سلطنت، اسکندر اعظم، محمود غزنوی، قدیم سواتی اور آخر میں یوسفزئی قبائل کے حملوں اور لشکر کشی کا شکار رہے ہیں۔ گاؤری لوگوں کی ایک بڑی اکثریت ایسے لوگوں پر بھی مشتمل ہو سکتی ہے جنہوں نے گاؤریوں سے بالکل الگ ہو کر یا تو دوسری زبانیں اپنالی ہیں یا کہیں اور منتقل ہو گئے ہیں جن میں گبری اور گبار و قبائل کا گمان کیا جاتا ہے۔

اس زبان پر دوسرے مغربی محققین کے علاوہ ڈاکٹر جان بارٹ اور ان کے مقامی معاون جناب محمد زمان ساگر نے سائنسی بنیادوں کافی تحقیقی کام کیا ہے جس میں سے کچھ تو شائع ہو چکا ہے لیکن زیادہ حصہ ابھی تک اشاعتی مرحلے سے نہیں گزرا۔ اس زبان میں چند سکولوں میں بچوں کو ان کی مادری زبان میں ابتدائی تعلیم دی جارہی ہے۔ گاؤری زبان میں بچوں کی تعلیم کے لیے کُتب بھی شائع کی جارہی ہیں۔

گاؤری زبان لوک ادب سے مالا مال ہے، اس زبان کے لوک ادب کا ایک بڑا حصہ تا حال محفوظ نہیں کیا جاسکا۔ اس کے اضافی حروف میں /ج، چھ، ځ، څھ، ڗ، ڛ، ڶ، نڑ/ شامل ہیں۔

---

[62] محمد زمان ساگر، کالام کوہستان کی روایتی تاریخ، ص:25۔

[63] محمد زمان ساگر، کالام کوہستان کی روایتی تاریخ، ص:26۔

گباروزبان (ISO 639-gwf)

- تعلق : ہندیورپی ← ہندایرانی ← ہندآریائی ← شمال مغربی گروہ ← داردی گروہ ← کوہستانی گروہ ← گباری
- متبادل نام :گاوُرو، گبری، گباری، گبروچی
- لِسانی علاقہ : وادی کولئی اور وادی جلکوٹ (انڈس کوہستان)
- موجودہ تعداد: 1000 سے کم

گباری، گبارو یا گبری زبان داردی لِسانی گروہ کی کوہستانی شاخ سے تعلق رکھتی جو اب صرف وادی کولئی اور وادی جلکوٹ کے بعض مقامات پر بولی جاتی ہے۔ یہ زبان معدوم ہو رہی ہے اور اس کے زیادہ تر لوگ کوہستان اور گلگت میں شینا زبان اپنا چکے ہیں۔ اس وجہ سے اس کے بولنے والوں کی تعداد اندازاًہزار کے قریب یا اس سے بھی کم رہ گئی ہے۔اس زبان کے بولنے والے ایک شاندار ماضی کے حامل تھے اور کئی علاقوں پر انہوں نے حکومت کی ہے۔ نسبی اعتبار سے یہ لوگ اپنے آپ کو تاجک قرار دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ تاجک ہیں تو ان کی ایک طویل تاریخ ہے۔ ماضی میں ان لوگوں کی باجوڑ، سوات اور پکھل میں ایک عرصہ تک حکومت رہی ہے۔ الائی، انڈس کوہستان اور گلگت بلتستان میں یہ لوگ پائے جاتے ہیں۔اس زبان کے بولنے والوں کو سوات سے یوسفزئی لوگوں نے بے دخل کیا تو یہ باجوڑ کی طرف اور کچھ قبیلے ہزارہ کی طرف منتقل ہوئے۔ جو قبیلے الائی وادی میں آئے یہاں سے انہیں بعد میں نئے آنے والے سواتی قبیلوں نے بے دخل کیا اور کئی قبیلے اور گھرانے چلاس اور گلگت کی طرف ہجرت کر گئے۔ نسبی اور تاریخی اعتبار سے گبارہ یا گبری لوگ شین نہیں لیکن شین لوگوں کے ہم پلہ ایک الگ ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ گلگت میں اپنے آپ کو شین کہلاتے ہیں اور شینا زبان بولتے ہیں۔ ضلع بٹگرام اور ضلع مانسہرہ میں گبری قبیلہ کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے جہاں یہ پشتو اور ہندکو زبان بولتے ہیں۔

گلگت میں آباد ایک اہم گبارو شخصیت جناب زاہداللہ کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق الائی کے خان ارسلا خان کے خاندان سے ہے اور یہ لوگ باہمی تنازعہ کے باعث وہاں سے بے دخل کیے گئے ہیں۔ جس کے بعد

یہ لوگ انڈس کوہستان میں کولئی وادی میں منتقل ہوئے اور بعد میں ان کے کئی گھرانے گلگت بلتستان منتقل ہوئے تھے۔

اس زبان کے متعلق پہلی بار جان بڈلف نے اپنی کتاب ہندوکش کے قبائل میں اس زبان کا مختصر تعارف اور الفاظ کی فہرست شامل کی تھی جو انہوں نے گلگت میں مقیم گباری زبان بولنے والوں کے تعاون سے مرتب کی تھی۔ اس سے ایک بات یہ بھی واضع ہوتی ہے کہ جس زمانے میں بڈلف نے اپنی کتاب مرتب کی اس وقت گلگت میں آباد گبارہ قبائل اپنی مادری زبان بولتے تھے لیکن آج کل وہاں گباری بولنے والا کوئی بھی موجود نہیں یہاں آباد تمام گبارہ افراد گلگتی شینا بولتے ہیں ، ان کا کوہستان کے گبارہ لوگوں سے سماجی روابط قائم ہیں۔

گبارو یا گباری زبان کا لوک ادب تقریباً ضائع ہو چکا ہے اور کسی نے بھی اس زبان کے لوک ادب کی دستاویز بندی نہیں کی۔ موجودہ دور میں ایس آئی ایل نے اس زبان کے متعلق کوہستان کی دوسری مقامی داردی زبانوں کے ساتھ الفاظ کا سرسری تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے[[64]]۔

گوَرباتی زبان (ISO 639-gwt)

- تعلق : ہندیورپی ←« ہندایرانی ←« ہندآریائی ←« شمال مغربی گروہ ←« داردی گروہ ←« کُنڑی گروہ ←« گوَرباتی
- متبادل نام : گوواری، نرساتی، نارِساتی، سترے، ارندوئی وار، ٹرساتی، کوہستانی۔
- لِسانی علاقہ : چترال میں ارندو کا علاقہ اور افغانستان میں کُنڑ وادی۔
- موجودہ تعداد : 32000

گورباتی، داردی لِسانی گروہ کی ذیلی کُنڑی شاخ کی ایک زبان ہے جو چترال میں ارندو گول اور افغانستان کی کُنڑ وادی کے بعض مقامات جن میں دوکلام، بِرکوٹ، ناڑی، ساؤ اور نشاگام شامل ہیں، میں بولی

[64] Daniel G. Hallberg, 1992. The Languages of Indus Kohistan, SIL, P-125-132. (Gowro)

جاتی ہے تاہم نشاگام میں چند گھرانوں کو چھوڑ کر باقی لوگوں نے پشتو اپنا لی ہے[65]۔ اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد بتیس ہزار کے قریب ہے۔ یہ قبیلہ دریائے کُنڑ کے کنارے افغانستان اور پاکستان کے سرحدی علاقے میں آباد ہے اور ان کی زبان گوَرباتی کہلاتی ہے۔ افغانستان میں یہ لوگ اپنے آپ کو سترہ اور پاکستان میں گَوَر کہلاتے ہیں۔ ان لوگوں کی پانچ ذیلی شاخیں ملک داری، ملاداری، سرفرداری، سنیاداری اور منزہ داری کے نام سے موسوم ہیں[66]۔

گورباتی زبان کے پاکستانی اور افغانی لِسانی جغرافیہ میں اس کے آس پاس جو دوسری زبانیں بولی جاتی ہیں ان میں پشتو، کھوار، کتہ وری، نُورِستانی کالاشا، دمیلی اور ساوی زبان شامل ہے۔ گورباتی پر پشتو اور کھوار کا اثر بڑھ رہا ہے کیونکہ تعلیمی اور تجارتی مراکز میں ان دو زبانوں کا اثر زیادہ ہے۔

گورباتی اب ایک تحریری زبان ہے۔ فورم فار لینگو یج انیشٹیوز کے تحت اس زبان کے حروف تہجی اور املائی نظام وضع کیا گیا ہے جس کے تحت گورباتی قاعدے، گورباتی ذخیرہ الفاظ کا مجموعہ اور ملا ادینہ شاہ کے گورباتی شعری کلام " دیوان ابو الفضل" شائع کیا جا چکا ہے۔ جناب ملا ادینہ شاہ نے اس زبان کا ایک لُغت بھی شائع کیا ہے اس زبان میں معیاری لوک ادب اور لوک شعری اصناف پائی جاتی ہیں۔

گورباتی الفاظ کی شمشتی زبان کے ساتھ 47 فیصد، دمیلی زبان کے ساتھ 44 فیصد اور ساوی و گرنگلی کے ساتھ 42 فیصد مماثلت پائی جاتی ہے[67]۔ گوَر باتی کے اضافی حروف میں/ ڃ، ڃھ، ڄ، ڄھ، ځ، ځھ، ݳ، ڗ، ݜ، ݪ، ڽ/ شامل ہیں۔

---

65 عبداللہ گوَر، مضمون مطبوعہ سر بلند، مدیر زبیر توروالی، شمارہ-1، ص:246، 247۔

66 گورباتی مجموعہ الفاظ، فورم فار لینگویج انیشٹیوز اسلام آباد۔

67 Republic of Afghanistan, The languages of Afghanistan (brief note)

مانڈکیالی زبان (ISO 639-nlm)

- تعلق: ہندیورپی ->> ہندایرانی ->> ہندآریائی ->> شمال مغربی ->>داردی گروہ->> کوہستانی گروہ->> مانکیالی
- متبادل نام: تراوڑی، تراواڑی، تراوڑا، تراوڑو
- لِسانی علاقہ: ڈنّہ بانڈی شُنگلی، شیر گڑھ، ضلع مانسہرہ
- موجودہ تعداد: 800 سے کم

یہ زبان چند سال پہلے دریافت ہوئی ہے جو ضلع مانسہرہ کے علاقہ شیر گڑھ کے مقابل کالا ڈھاکا کے قریب بانڈی شُنگلی کے ایک مقام ڈنّہ/ڈنّا میں بولی جاتی ہے[68]۔اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد آٹھ سو سے کم بتائی جاتی ہے۔

اس زبان کے بولنے والوں کو نسبی طور پر یوسفزئی قبائل کی ذیلی اکوزئی شاخ سے بھی ملایا جاتا ہے۔اس زبان کے بولنے والے دو قبیلے بتائے جاتے ہیں ایک مانکیالی اور دوسرا تراوڑا، اور کہا جاتا ہے کہ دونوں قبیلے داد پوتروں کی اولاد ہیں۔ مولانا مفتی عنایت الرحمٰن ہزاروی کا کہنا ہے کہ مانکیالی سوات میں بحرین کے ایک گاؤں "مانگ" سے نقل مکانی کرکے یہاں آئے ہیں اور دوسری جگہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ مانکیالی انڈس کوہستان کے علاقہ بنکھڈ سے یہاں آئے ہیں[69]۔

لِسانی اعتبار سے یہ زبان انڈس کوہستان کی بٹیڑی زبان سے تعلق رکھتی ہے ، ایتھنولاگ میں اس زبان کو درادی زبانوں کی ذیلی کوہستانی شاخ میں شامل کیا گیا ہے۔اس زبان کے بولنے والوں کا نسبی تعلق کوہستان کے علاقہ بٹیڑہ میں آباد دارد قبائل سے ہے۔ مقامی روایات کے مطابق یہ قبیلہ بٹیڑہ سے نقل مکانی کے بعد بانڈی شُنگلی منتقل ہوا تھا۔

---

68 Dr. Uzma Anjum, 2016, Language Shift and the Speech Community: A Sociolinguist Study of Tarawara Community in Bandi Shundli.

69 مفتی عنایت الرحمن ہزاروی، مضمون مطبوعہ مجلّہ سر بلند، مدیر زبیر تورولی، شمارہ-1، ص:209۔

اس زبان پر کام کرنے والی ایک محققہ محترمہ صدف منشی کا کہا ہے کہ مانکیالی زبان کی درجہ بندی داردی زبانوں کی کوہستانی شاخ میں درست نہیں اور اس کی نئی درجہ بندی کی جانا ہے۔

اس زبان پر ڈاکٹر عظمی انجم نے پی ایچ ڈی کی ہے۔ اس زبان پر ہنکو اور تنولی زبان کا اثر زیادہ ہے۔ یہ ایک غیر تحریری اور معدوم ہونے والی زبان ہے جس میں تحریری مواد موجود نہیں ، تاہم اکّا دکّا مقامی لوگ جن میں محمد اسلم بھی شامل ہیں اس زبان میں غزلیں اور نظمیں لکھتے ہیں۔ اس زبان کے بولنے والے زیادہ تر لوگ تنولی ہندکو زبان اپنا رہے ہیں جس کی وجہ سے مانکیالی زبان بولنے والوں کی تعداد میں مسلسل کمی ہو رہی ہے اور یہ زبان معدومی کے شدید خطرے سے دوچار ہے۔

مایون (انڈس کوہستانی) (ISO 639-mvy)

- تعلق : ہندیورپی ←← ہندایرانی ←← ہندآریائی ←← شمال مغربی ←← داردی گروہ ←← کوہستانی گروہ ←← مایون/مایا
- متبادل نام: شُتُھن، میّاں، مایا، مایون، کِھلچا، سیووچی، کوستَئیں، کھندیا والی
- لِسانی علاقہ : ضلع لوئر کوہستان میں دریائے سندھ کے مغربی علاقے بنکھڈ، دُبیر، پٹّن، ججیال، کیال اور ضلع اپر کوہستان: دریائے سندھ کے مغربی علاقے سیوءٗ، رزقہ اور کھندیا وادی
- موجودہ تعداد: 491749 (2023ء)

مایون یا مایا زبان جو آج کل انڈس کوہستانی کے نام سے موسوم ہے، داردی لِسانی گروہ کی کوہستانی ذیلی شاخ سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ زبان دریائے سندھ کے مغربی اطراف میں ضلع لوئر کوہستان اور ضلع اپر کوہستان میں وادی کھندیا، سیوءٗ اور رزقہ کے علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان کے بولنے والوں کی ایک چھوٹی بستی کھندیا سے ملحق وادی تانگر میں بھی پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر بدرس مرحوم نے اس زبان پر تحقیقی کام کیا ہے اور اسے کھنوالی کا نام دیا ہے۔ اس زبان کو ڈاکٹر لٹنر (1893ء) نے Shuthun، ماہر لِسانیات گریرسن (1928ء) نے Maiya اور جناب Fussman (1989ء) نے Maiyan کا نام دیا ہے۔ ممکن ہے کہ کسی دور میں یہ زبان یہاں کے ایک بڑے قبیلے "منی" کی

مناسبت سے "مِنیا" یا "مایاں" کہلاتی رہی ہو۔ آج کل مقامی سطح پر اس زبان کو لہجوں کے اعتبار سے کِھلَوچ/کِھلچیا، پٹونٓخی اور دوبیری کا علاقائی نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس زبان کا اپنا کوئی محفوظ اور مخصوص نام نہ ہونے کی وجہ سے جدید محققین نے اس زبان کو انڈس کوہستانی کا نام دیا ہے تا کہ کوہستانی زبانوں کے ذیلی گروہ میں اسے توروالی، گاوُری اور دوسری کوہستانی زبانوں سے الگ شناخت کیا جاسکے۔ اس زبان کے بولنے والوں کی ایک محدود تعداد ان کوہستانیوں کی بھی ہے جو قدیم وقتوں میں وادی دوبیر سے نقل مکانی کے بعد جموں کشمیر میں جا کر آباد ہوگئے تھے۔ اس زبان کے بولنے والے کئی گھرانے دیر میں بھی پائے جاتے ہیں جہاں ان کی زبان کو کھندیا والی کا نام دیا جاتا ہے۔ دیر میں یہ لوگ مزارعیت کا کام کرتے ہیں[70]۔

یہ شینا کوہستانی، بٹیڑی، گباری اور چھلِیسو کی ہمسایہ زبان ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ لُغوی اشتراک پایا جاتا ہے۔ اس زبان میں بہت کم تحریری مواد پایا جاتا۔ اس زبان میں قرآن مجید کی تفسیر مولانا غلام عیسی مرحوم نے کئی عشرے پہلے شائع کی تھی۔

انڈس کوہستان کے مغربی حصہ میں مقامی علماء اسلامی مدرسوں میں دینی تدریس کے لیے بھی اس زبان کو استعمال کرتے ہیں۔ اس زبان کا ایک ابتدائی قاعدہ جناب م ش راشد، کہاوتوں اور چالیس احادیث کا ایک کتابچہ جناب طالب جان آباسندھی نے شائع کیا ہے۔ اس زبان میں بچوں کی تعلیم کے لیے بعض نصابی کتب بھی شائع کی گئی ہیں اور چند ایک دوسرے کتابچے فورم فار لینگوئج انیشٹوز نے شائع کیے ہیں۔ حال ہی میں مولانا عاطف احمد پٹن پوری نے اس زبان میں سیرت النّبی ﷺ اور قصص الانبیاء پر دو کتابیں تالیف کی ہیں جو رواں سال شائع ہو رہی ہیں۔

اس زبان پر قابل قدر تحقیقی کام لِسانیات کے ماہر جناب کلاوُس پیٹر زولر نے 2005ء میں اس زبان کا ایک اعلی لغت مرتب کرکے مکمل کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایس آئی ایل نے بھی اس زبان پر 1992ء

---

70 ڈاکٹر حضرت بلال، دیر کوہستان، ص:40۔

میں ایک لِسانیاتی سروے کی کتاب شائع کی ہے۔ اس زبان کے متعلق ماہر لِسانیات گریرسن کے ہندوستانی لِسانیات کے سروے میں بھی کافی مواد پایا جاتا ہے۔

انڈس کوہستانی زبان کے متعلق محقق کلاؤس پیٹر زولر کا کہنا ہے کہ اس زبان کا ایک الگ لہجہ وہ ہے جسے ڈاکٹر بُدرس کھنوالی کا نام دیتے ہیں اور دوسرا لہجہ ڈاکٹر زولر نے گلگت بلتستان میں روندو کی ایک گھاٹی "شٹُوٹ" میں دریافت کیا ہے[71]۔

انڈس کوہستانی بولنے والے بے شمار گھرانے گلگت بلتستان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ دادی جواری کے عہد میں اور اس سے پہلے نقل مکانی کے بعد گلگت بلتسان میں آباد ہو گئے تھے جہاں وہ تا حال اپنی زبان بولتے ہیں۔ اس کے علاوہ سرینگر کے بعض دیہی علاقوں میں بھی اس زبان کے بولنے والے لوگ پائے جاتے ہیں جو قدیم زمانے میں علاقہ دوبیر سے نقل مکانی کر گئے تھے۔

اس زبان میں روایتی لوک ادب اور لوک شاعری کی کئی اصناف پائی جاتی ہیں۔اس زبان میں ریڈیائی پروگرام بھی نشر ہو رہے ہیں۔ شینا کوہستانی اور انڈس کوہستانی زبان کے بیچ دریائے سندھ واقع ہے تا ہم تجارتی مراکز کمیلا، پٹن، پالس، ججیال اور دوبیر میں دونوں زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں اور مقامی لوگوں کی رابطہ کی زبانیں ہیں۔ انڈس کوہستان کی ان دو بڑی زبانوں نے ایک دوسرے سے لغوی استفادہ کیا ہے۔ ایس آئی ایل کے لِسانیاتی سروے کے مطابق انڈس کوہستانی کے ساتھ دوسری مقامی زبانوں کے الفاظ کی مماثلت یہ بتائی گئی ہے:

چھلسیو کے ساتھ 70 فیصد، گباری/گوَروکے ساتھ 61 فیصد، بٹیڑی کے ساتھ 59 فیصد، شینا کوہستانی کے ساتھ ، 39 فیصد، گاؤری کے ساتھ 28 فیصد، توروالی کے ساتھ 27 فیصد ہے۔ گویااس زبان کے الفاظ کی مماثلت دوسری مقامی زبانوں سے زیادہ چھلسِیوَاور بٹیڑی کے ساتھ ہے[72]۔

[71] Claus Peter Zoller 2005. A Grammar and Dictionary of Indus Kohistani, Vol-1, P-2.
[72] Daniel G. Hallberg, 1992. The Languages of Indus Kohistan, P-127.

داردِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

مایون/انڈس کوہستانی کے اضافی حروف تہجی میں /چ، چھ، خ، خھ، ژ، ش/شامل ہیں جو شینا زبان کی تہجی سے اخذ کیے گئے ہیں۔ داردی زبانوں میں سب سے پہلے یہ حروف شینا زبان میں 1974ء میں استعمال کرنا شروع کیے گئے تھے۔

ووتاپوری زبان (ISO 639-wsv)

- تعلق: ہندیورپی ->> ہندایرانی ->> ہندآریائی ->> شمال مغربی ->>داردی گروہ ->> کوہستانی گروہ ->> ووتاپوری
- متبادل نام: کترگلئی، کتارگلئی
- لِسانی علاقہ: صوبہ نُورِستان میں پیر وادی، ووتاپوری، کمار اور گم کے بعض دیہات
- موجودہ تعداد: 482 (1935ء) [بعض ذرائع کے مطابق بولنے والا کوئی بھی باقی نہیں رہا]

یہ زبان صوبہ نُورِستان کے علاقہ وائگل کے جنوب میں ووتاپور اور کترگلائی یا کتارگلائی، کمار اور گم کے دیہات میں بولی جاتی ہے۔ 1935ء میں ووتاپوری بولنے والوں کے 60 گھرانوں کی کتارگلائی کے دیہات میں نشاندہی ہوئی تھی۔ اس زبان کا لِسانی تعلق داردی گروہ میں کوہستانی شاخ سے ہے۔یہ زبان تیزی سے معدومی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ زبان معدوم ہو چکی ہے یا معدوم ہونے کے بالکل قریب ہے۔

بعض لوگ اس زبان کو دیگانو کا نام بھی دیتے اور بعض کا کہنا ہے کہ دیگانو اور ووتاپوری الگ الگ بولیاں یا زبانیں ہیں۔

داردستان کی نُورِستانی زبانیں

داردستان کی اکثریتی نُورِستانی زبانیں افغانستان کے صوبہ نُورِستان اور صوبہ کُنڑ میں بولی جاتی ہیں۔ ایک زمانے میں داردی اور نُورِستانی زبانوں کو ایک ہی لِسانی گروہ یعنی داردی لِسانی گروہ میں شامل سمجھا جاتا تھا لیکن بعد کی لِسانی تحقیقات کی بنیاد پر نُورِستانی زبانوں کو داردی لِسانی گروہ سے الگ کرکے انہیں ایرانی لِسانی گروہ میں شامل کیا گیا تھا کیوں کہ ان زبانوں میں ہند آریائی سے زیادہ ایرانی آریائی لِسانی خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ G. Mogenstierne پہلے لِسانی محقق ہیں جنہوں نے ان زبانوں کی لِسانی خصوصیات کی بنیاد پر درجہ بندی میں اہم کردار ادا کیا۔
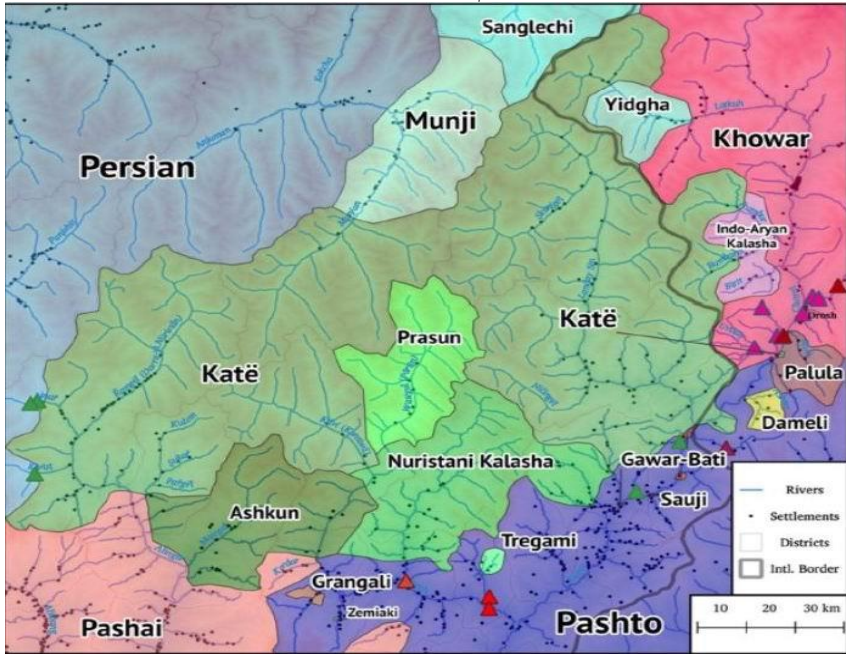
افغانستان میں بولی جانے والی نُورِستانی زبانوں کی تعداد چھ ہے جن میں اشکون، پراسون، تریگامی/تریغمی، کتہ وری، کالاشاآلا، کاموِیری زبانیں شامل ہیں۔ ان زبانوں میں کتہ وری زبان بڑے

رقبے پر پھیلی ہوئی ہے اور نُورِستانی زبانوں میں سب سے بڑی زبان ہے۔ کتہ وری اور شیخانی/کاموری بولنے والوں کی کم تعداد چترال کے علاقے میں بھی پائی جاتی ہے۔

نُورِستانی زبانوں کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ زبانیں ان آریائی طائفوں کی زبانیں ہیں جو آریاؤں کی ابتدائی ہجرت کے زمانے میں اپنے مرکزی آریائی گروہ سے الگ ہو گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان زبانوں میں ہند آریائی اور ایرانی آریائی لِسانی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ چونکہ ان زبانوں پر زیادہ اثر ایرانی آریائی زبان کا ہے اس لیے ماہرین لِسانیات نے ان زبانوں کو ہند آریائی زبانوں کے داردی لِسانی گروہ سے الگ کرکے ایرانی آریائی لِسانی گروہ میں نُورِستانی لِسانی گروہ کا نام دیا ہے۔
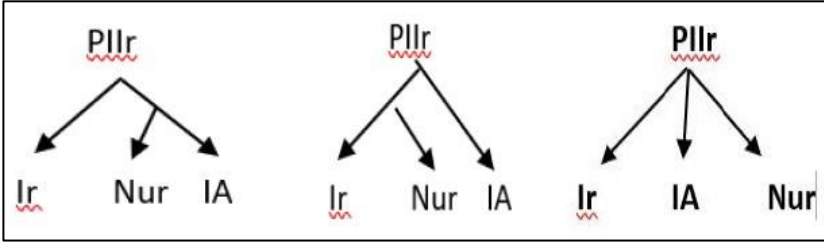
2017 میں سویڈن کے ماہر لِسانیات ڈاکٹر Henrik Liljegren نے نُورِستان کی چھ زبانوں پر ایک تحقیقی کام کیا جس میں ان زبانوں کے صوتی نظام اور صرف و نحو کی خصوصیات پر توجہ دی ان کا متعلقہ تحقیقی مقالہ مقالہ انٹر نیشنل جرنل آف ڈائی کرونک لینگوئسٹکس اینڈ لینگوئسٹک ری کنسٹرکشن کے خصوصی شمارے میں شائع ہوا ہے۔ ان کا یہ مقالہ نُورِستانی زبانوں کا ٹائپولوجیکل جائزہ پیش کرنے کی ایک اہم کوشش ہے۔

نُورِستان میں 99 فیصد لوگ نُورِستانی زبانیں بولتے ہیں، 0.6 فیصد لوگ گوجری زبان اور 0.4 فیصد تاجک زبان بولنے والے پائے جاتے ہیں۔ یہاں خوندگی کا تناسب 3.14 فیصد ہے۔

کافرستان کے سیاہ پوش قبائل مختلف قبیلوں میں بٹے ہوئے ہیں، جن میں سے بعض قدیم زمانے سے ایک دوسرے کے ساتھ حالت جنگ میں رہے ہیں۔ کافرستان کے کالاش سبھی ایک ہی زبان نہیں بولتے لیکن پھر بھی تمام قبائل جو گہرے رنگ کے لباس پہن کر ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک

دوسرے کے ساتھ روانی سے اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بات کرنے کے قابل لگتے ہیں۔ان قبائل میں، دو قبیلے اہم اہمیت کے حامل ہیں، جو وائی اور پرسون قبائل ہیں۔ان کے لباس، شکل یا زبان میں کوئی مماثلت نہیں ہے اور وہ ترجمانوں کی مدد کے بغیر باہمی بات چیت نہیں کر سکتے[73]۔

کہا جاتا ہے کہ بحیرہ کیپسین کے قریب سرزمین سے ہند آریائی لوگوں کا پھیلاؤ(1177-1502 قبل مسیح) میں ہوا۔ جو لوگ پہلی لہر میں ایک ساتھ آئے تھے وہ کالاشوں کے آباؤاجداد تھے۔ اور وہ لوگ جو دوسری لہر میں ناکام ہوئے وہ ہندوستانیوں کے آباؤاجداد تھے، جب کہ تیسری لہر میں ایرانیوں کے آباؤاجداد شامل تھے۔ لِسانی طور پر، ہند-آریائی زبانوں کا خاندان تین شاخوں میں تقسیم ہے۔ انہیں ہندوستانی، ایرانی اور کافیری کہا جاتا ہے۔

اشکون زبان (ISO 639-ask)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← نُورِستانی لِسانی گروہ ← اشکن
- متبادل نام: وامیائی، وامیاس، وامیاسی، اشکونی، اشکوند
- علاقہ: افغانستان میں صوبہ کُنڑ
- موجودہ تعداد: 4000

یہ زبان افغانستان کے کُنڑ صوبہ میں اسدآباد کے شمال مغربی حصے میں واماکے آس پاس پیچ اور پارون وادی میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان کے تین لہجے رائج ہیں جنہیں گرامشو کراویری، اشورویری اور سرویری یا ومائی کہا جاتا ہے۔ اشکن زبان پشائی، کتہ وری، نُورِستانی کالاشا اور کرنگلی زبانوں کے وسط میں بولی جاتی ہے[74]۔ یہ ایک غیر تحریری زبان ہے۔

[73] Sir George Scott Robertson, 1900 -The Kafirs of the Hindu-Kush. London.

[74] Culture of the Hindukush, G. Mogenstierne, p-6, Edited by Karl Jettmar, 1974; Jakob Halfmann ،Terminological proposals for the Nuristani languages, P-51; Ahmad Gul Momand, Introduction to Nuristani Tribes, Languages and Dialects. IJCRT, V-10, 2022

اشکون زبان کی تفصیل کے لیے دیکھیں: Morgenstierne, 1925, Report on a Linguistic Mission to Afghanistan, P-44-45.

پراسون زبان (ISO 639-prn)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← نُورِستانی لِسانی گروہ ← پراسون
- متبادل نام: واسی ویری، وسی ویری، پرُون، پُرُونی، پراسون، نُورِستانی، ویرونی، ویرن، پُراسونی
- علاقہ: افغانستان میں صوبہ نُورِستان
- تعداد: 8000

پراسون قبیلہ نُورِستان صوبہ کے مرکز میں آباد ہے اور یہاں کے قدیم ترین قبائل میں شمار ہوتا ہے۔ اس قبیلہ کی زبان کو پراسون کے علاوہ پُراسُونی اور واسی واری بھی کہا جاتا ہے۔ نُورِستان میں بولی جانے والی اس زبان کے آس پاس کتہ وری اور نُورِستانی کالاشا زبانیں بولی جاتی ہیں۔ پراسون بولنے والا قبیلہ پریسنگول وادی میں آباد ہے اور سیاہ پوش و اشکون لوگوں سے یکسر مختلف ہے۔ پراسون زبان کو بعض محققین نے "ویسی ویری" کا نام بھی دیا ہے۔ محقق بُدرس نے اس زبان کی تین بولیوں کی بالائی، وسطی اور زیریں لہجے کے طور پر نشاندہی کی ہے۔ "ویسی ویری" کا بالائی لہجہ سُوپُور وادی میں رائج ہے، وسطی لہجہ سائیکی، پرونز اور پرُن وادی میں رائج ہے جب کہ ویسی ویری کا زیریں لہجہ لیسکی گاؤں میں رائج ہے[75]۔

پراسون زبان کی جانکاری کے لیے دیکھیں: Morgenstierne, 1925, Report on a Linguistic Mission to Afghanistan, P-46-50.

[75] Culture of the Hindukush, G. Mogenstierne, p-5, Edited by Karl Jettmar, 1974; Jakob Halfmann ،Terminological proposals for the Nuristani languages, P-43; Ahmad Gul Momand, Introduction to Nuristani Tribes, Languages and Dialects. IJCRT, V-10, 2022

ترِیگمی زبان (ISO 639-trm)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← نُورِستانی لِسانی گروہ ←ترِیگمی
- متبادل نام: تریغمی، ترِیگمی، کتر گمبیر
- لِسانی علاقہ: افغانستان میں صوبہ نُورِستان
- موجودہ تعداد: 3500 (2011ء)

اس زبان کو ایتھنولاگ میں انفرادی زبان تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ بھی نُورِستانی لِسانی گروہ کی ایک چھوٹی زبان ہے[76] جو صوبہ نُورِستان میں وادی تریگام، گمبیر اور کتار میں بولی جاتی ہے۔ حکومت افغانستان نے 1994ء میں اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد ایک ہزار بتائی تھی[77]۔ اس زبان کے آس پاس نُورِستانی کالاشا، گرنگلی، ساوی اور پشتو زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ترِیگمی اور وائیگلی میں 80 فیصد لغوی مماثلت یا اشتراک پایا جاتا ہے۔

شیخانی زبان (ISO 639-xvi, bsh?)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← نُورِستانی لِسانی گروہ ← شیخانی
- متبادل نام: شیخانی، کامدیشی، کامِکؕ، لمیرتواری، نُورِستانی اور بشگلی، باشگلی، کامویری، (کتہ وری؟)
- لِسانی علاقہ: ضلع چترال میں گوبور اور کالاش وادی
- تعداد: 4000

شیخانی جسے کامویری اور کتہ وری بھی کہا جاتا ہے، نُورِستانی لِسانی گروہ کی ایک ذیلی زبان ہے۔ یہ زبان چترال ضلع کے دیہات شیخاندہ، بومبوریت، رومبور، رانگوبٹ، گوبور، ارچھون، باڈوگار اور جبزیت کوہ میں بولی جاتی ہے۔ افغانستان میں اسے سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔ اس زبان کے متبادل

---

[76] Jakob Halfmann ،*Terminological proposals for the Nuristani languages, P--55*

[77] Republic of Afghanistan, The languages of Afghanistan (brief note)

ناموں میں شیخانی، نُورِستانی اور باشگلی شامل ہیں۔ چترال کے لوگ شیخانی بولنے والوں کو شیخوار کا نام دیتے ہیں[78]۔ ماہرِ لِسانیات جناب فرید احمد رضا کے مطابق بعض لوگ شیخانی، کامویری اور کتہ وری کو الگ الگ زبان قرار دیتے ہیں اور بعض کا کہنا ہے کہ ایک ہی زبان کی ذیلی بولیاں ہیں۔ فرید احمد رضا اسے ایک ہی زبان قرار دیتے ہیں[79]۔

ادارہ فورم فار لینگویج انیشٹیوز اس زبان کے تحفظ اور ترقی کے لیے مقامی اہلِ علم کے ساتھ مل کر آرتھوگرافی کا نظام وضع کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور جلد ہی اس زبان میں ابتدائی سطح کی کُتب شائع ہونے کا قوی امکان ہے۔

کامویری (ISO 639-xvi)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ←ہندایرانی ← نُورِستانی لِسانی گروہ ←کامویری
- متبادل نام: شیخانی، کامدیشی، کامِکٹ، شیخ وار، بشگالی وار۔
- لِسانی علاقہ: افغانستان میں نُورِستان اور پاکستان میں ضلع چترال
- تعداد: 3000 (پاکستان میں) اور 18000 (افغانستان میں)۔

کامویری زبان جنوبی چترال میں اُرسون وادی کے دیہات میں بولی جانی والی ایک زبان ہے جس کے بولنے والے افغانستان کے صوبہ نُورِستان سے چترال آئے تھے[80]۔

کامویری زبان بولنے والوں کو عام طور پر نُورِستانی کہا جاتا ہے[81]۔ آج کل یہ لوگ چترال کے جنوبی حصے میں لنگور بٹ، بڈوگال اور ارسون دیہات میں آباد ہیں[82]۔

---

78 ڈیلی چترال، آن لائن، 15اپریل2021۔

79 فرید احمد رضا، چترال کی زبانیں، دی ماؤنٹین کام؛ فرید احمد رضا، سربلند، شمارہ-1، ص:229۔

80 فخرالدین اخونزادہ، 2023، چترال کی زبانیں، ص:99۔

81 فخرالدین اخونزادہ، 2023، چترال کی زبانیں، ص:99۔

کامویری زبان کو بعض لوگ شیخانی اور کتہ یا کتہ وری زبان کا نام بھی دیتے یا سمجھتے ہیں۔ یہ زبان افغانستان میں صوبہ نُورِستان میں زیریں بشگال/باشگل وادی، کامدیش اور کشتوز دیہات میں بولی جاتی ہے۔ پاکستان میں اس زبان کا متبادل نام کامدیشی بھی ہے۔ اس زبان کو چترال میں بشگالی اور شیخوار کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس زبان کو کتہ وری زبان کی ایک ذیلی بولی بھی سمجھا جاتا ہے تاہم Dacker 1992 کمویری اور کتہ وری زبان میں لِسانی فرق بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ دونوں زبانوں میں لغوی فرق پایا جاتا ہے[83]۔

اس زبان کے بولنے والوں میں "کام" قبیلہ کے لوگ اور بعض کشتو قبیلہ کے لوگ شامل ہیں جو ماضی میں بالائی اور زیریں کافرستان کے علاقہ میں رہتے تھے[84]۔ چترال میں اس زبان کے بولنے والے بڈگال اور لنگوریٹ دیہات میں پائے جاتے ہیں اور بعض گھرانے اُرسون وادی یا دیہہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔

کتہ وری زبان (ISO 639-bsh)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ←← ہندایرانی ←← نُورِستانی لِسانی گروہ ←← کتی/کتہ وری
- متبادل نام: نُورِستانی، کتہ واری، کتی ویری، کتہ ویری، باشگلی
- علاقہ: افغانستان میں صوبہ نُورِستان اور پاکستان میں چترال کے بعض علاقے
- تعداد: 9000 پاکستان میں اور 450000 افغانستان میں۔

کتی زبان نُورِستان کی زبانوں میں سب سے بڑی زبان ہے اور بڑے رقبے پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس زبان کے ارد گرد پراسون، اشکون، پشائی، مُنجی اور نُورِستانی کالاشاآلا زبانیں بولی جاتی ہیں۔ کتی زبان

---

[82] فخرالدین اخونزادہ، 2023، چترال کی زبانیں، ص:100 ۔

[83] فخرالدین اخونزادہ، 2023، چترال کی زبانیں، ص:99، 100۔

[84] فخرالدین اخونزادہ، 2023۔ چترال کی زبانیں، ص:100۔

بولنے والا ایک چھوٹا قبیلہ پاکستان میں چترال کے علاقہ میں پایا جاتا ہے یہاں اس زبان کے گرد ہند آریائی کالاشا اور کھوار زبان بولی جاتی ہے[85]۔

کتہ وری قبائل کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ یہ لوگ 19ویں صدی کے آخری عشرہ میں افغانستان کے علاقہ نُورِستان سے ہجرت کرکے پاکستان آئے تھے۔ لِسانی اعتبار سے کتہ وری اور کامویری زبان کا باہمی تعلق زیادہ قریب نظر آتا ہے[86]

کتہ قبیلہ کو کٹور قبیلہ بھی کہا جاتا ہے۔ ماضی میں یہ لوگ بکریوں کی کالی کھالیں پہنا کرتے تھے جس کی وجہ سے انہیں سیاہ پوش کہا جاتا تھا۔ افغان محقق غبار کے مطابق مشرقی حصے میں میں رہنے والے سیاہ پوش اور مغربی حصے میں رہنے والے سفید پوش کہلاتے ہیں[87]۔ کتہ قبیلے کا ایک الگ ذیلی قبیلہ کام کہلاتا ہے۔

کتہ وری زبان کے دو بڑے لہجے پائے جاتے ہیں جو مشرقی کتہ وری اور مغربی کتہ وری کہلاتے ہیں اور باہمی طور پر قابل فہم سمجھے جاتے ہیں[88]۔

مغربی کتہ وری علینگار طاس کے بالائی حصے میں بولی جاتی ہے، اور وادی میں بالائی پیچ سے دور، اور بالائی لاندے سین کے پاس وادی پیروک میں بھی بولی جاتی ہے۔ مشرقی کتہ وری بالائی لاندے سین میں اور پاکستان کے ضلع چترال میں سرحد کے اس پار بعض دیہاتوں میں بولی جاتی ہے[89]۔

---

[85] Culture of the Hindukush, G. Mogenstierne, p-00, Edited by Karl Jettmar, 1974 Jakob Halfmann ،*Terminological proposals for the Nuristani languages, P-31;* Ahmad Gul Momand, Introduction to Nuristani Tribes, Lang۔ and Dialects. IJCRT, V-10, 2022.

[86] فخرالدین اخونزادہ، 2003، چترال کی زبانیں، ص:83۔

[87] غبار، 1990، افغانستان۔

[88] https://www.ethnologue.com/language/bsh/

[89] غلام اللہ 1966، گرجنبر گ 1980؛ اسٹرینڈ 1997–2010۔

دارڈِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

کتہ وری زبان کی تفصیل کے لیے دیکھیں: Morgenstierne, 1925, Report on a Linguistic Mission to Afghanistan, P-40-42.

حال ہی میں فورم فار لینگو یج انیشٹیوز کے تکنیکی تعاون سے انجمن تحفظ کتہ وری چترال نے اس زبان میں چار پانچ کتابچے شائع کیے ہیں جن میں کشولاں وری (کہاوتیں)، پرں جیک (لوک کہانیاں)، الہ بولہ (ایک ناول کا ترجمہ) اور کتہ ویری۔اُردو۔انگریزی بول چال شامل ہیں۔

کتہ وری زبان کے اضافی حروف میں /ج، جھ، خ، خھ، ز، ش، ݽ، ڑٔ/ شامل ہیں۔ کتہ وری کی پاکستانی تہجی میں ٹ، ڈ، ڑ جب کہ نُورِستان کی تہجی میں پشتو ټ ډ ړ رائج ہے۔

کالاشاآلا (ISO 639-wbk)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← نُورِستانی لِسانی گروہ ← نُورِستانی کلاشا
- علاقہ: افغانستان میں نُورِستان کا علاقہ
- متبادل نام:
- موجودہ تعداد: 18000

پاکستان اور افغانستان میں کالاشا نام کی دو زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ایک کالاشا زبان جو چترال کے علاقہ میں بولی جاتی، اس کا لِسانی تعلق ہند آریائی زبانوں کے داردی گروہ سے ہے، دوسری کالاشا زبان نُورِستان میں بولی جاتی ہے جس کا تعلق نُورِستانی زبانوں کے ایرانی لِسانی گروہ سے ہے کالاشاآلا زبان کے آس پاس پراسون، کتی، اشکون اور تریگمی/تریگیمی زبانیں بولی جاتی ہیں[90]۔

وائیگلی زبان (ISO 639-wbk)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← نُورِستانی لِسانی گروہ ← وائیگلی

[90] Jakob Halfmann ، *Terminological proposals for the Nuristani languages, P-45*

دارد ِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

- متبادل نام: زونجگالی، وائیگلی، وائےالا، وائی، سُوکی، وائیگلا، کالاشا الا
- لِسانی علاقہ: افغانستان میں نُورِستان کا علاقہ
- تعداد: 11500 (28000؟)

وائیگلی زبان جنوب مشرقی نُورِستان، وسطی کُنڑ صوبہ، پیچ کے شمال میں وادی وائیگل، زونجیگال، جماچ اور کامیشدیش کے دیہات اور مشرق میں وائیگل وادی اور زیریں وادی چیما نشی میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان کے متبادل ناموں میں سوکی، وائیگالا، الا، وائیگلی، وائیگالی، زونجیگالی ہیں۔ مجموعی طور پر اسے وائیگل وادی کی زبان سمجھا جاتا ہے اور زبان کا قریبی بولیوں پر کافی اثر پایا جاتا ہے[91]۔ Mogenstierne نے اس زبان کے دو لہجے بتائے ہیں ایک وائیگلی اور دوسرا زونجیگلی[92]۔

وائیگلی زبان کی تفصیل کے لیے دیکھیں: Morgenstierne, 1925, Report on a Linguistic Mission to Afghanistan, P-42-43.

[91] Republic of Afghanistan, The languages of Afghanistan (brief note); G. Mogenstierne, Culture of the Hindukush, p-5, Edited by Karl Jettmar, 1974; Ahmad Gul Momand, Introduction to Nuristani Tribes, Languages and Dialects. IJCRT, V-10, 2022.

[92] Morgenstierne, 1925, Report on a Linguistic Mission to Afghanistan, P-42-

داردستان کی بعض غیر داردی مقامی زبانیں

داردستان میں بعض ایسی زبانیں بھی بولی جاتی ہیں جن کا لِسانی تعلق داردی یا نُورِستانی لِسانی گروہ سے نہیں۔ ان زبانوں میں اردو، بدیشی، بروشسکی، بلتی، پشتو، ڈوماکی، سریکولی، کرغیزی، گوجری، مڈک لشٹی، وخی، ہندکو اور یدغاز بانیں شامل ہیں۔

گلگت بلتستان بلکہ پورے پاکستان میں اردو ایک اہم ذریعہ تعلیم اور رابطہ کی زبان ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مقامی زبانیں بولنے والے اردو ہی کے ذریعے اپنی زبانیں پڑھنے سے شناسائی حاصل کرتے ہیں جس کی اہم وجہ سکولوں میں اردو ذریعہ تعلیم ہے۔

ان زبانوں میں پشتو ایک بڑی اور قدیم زبان ہے جو داردستان اور نُورِستانی زبانوں کے لِسانی علقوں میں بولی جاتی ہے۔ ان علاقوں میں افغانستان کا صوبہ کُنڑ اور صوبہ نُورِستان، پاکستان میں ضلع چترال، ضلع دیر، ضلع سوات شامل ہے جہاں پشتو بولنے والوں کی زیادہ تعداد پائی جاتی ہے اور مقامی زبانیں پشتو سے زیادہ متاثر ہو رہی ہیں۔ اس کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ان علاقوں میں مذہبی تعلیم کی تدریس کا ذریعہ پشتو زبان بھی ہے۔ چنانچہ پشتو زبان کی بالادستی مقامی منڈیوں میں بھی مسلم ہے جیسے بشام، سوات، دیر، چترال، کُنڑ اور نُورِستان کے علاقے جہاں تجارتی مقاصد کے لیے مختلف زبانیں بولنے والے آتے ہیں اور جہاں مارکیٹ کی رابطہ زبان پشتو ہے۔ ضلع سوات، ضلع دیر اور افغانستان میں داردی اور نُورِستانی زبانیں بولنے والے گھرانوں میں پختون خواتین کے شادی بیاہ کی وجہ سے بھی پیدا ہونے والے بچے اپنی مادری زبان سے زیادہ تر محروم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گلگت میں بھی پشتو بولنے والوں کی کافی تعداد پائی جاتی ہے لیکن وہاں اس کے زیادہ اثرات نہیں۔

دوسری بڑی زبان ہندکو ہے جس سے نیلم وادی میں کنڈل شاہی اور شینا زبان متاثر ہو رہی ہے کیونکہ یہاں بھی بازاروں میں رابطہ کی زبان ہندکو ہے۔ اس کے علاوہ داردی زبانیں بولنے والوں کی بڑی تعداد ہندکو بولنے والے علاقوں میں آباد ہے اس وجہ سے بھی ہندکو کے اثرات پائے جاتے ہیں۔

تیسری زبان بلتی ہے جو بلتستان میں رابطہ کی زبان سمجھی جاتی ہے اور یہاں شینا زبان اس سے متاثر ہو رہی ہے۔ ایک اور وجہ شینا بولنے والوں کا بلتی گھرانوں میں شادیاں کرنا بھی ہے جس سے پشت واری مرحلوں میں ایک سے دوسری زبان متاثر ہو رہی ہے۔ ان تمام علاقوں میں گوجری زبان وہ واحد زبان ہے جو ہر جگہ مقامی زبان سے متاثر ہو رہی ہے۔ یہاں داردستان کی غیر داردی اور غیر نُورستانی زبانوں کی مختصر تفصیل دی جاتی ہے۔

اویغور زبان (ISO 639-uig)

- لِسانی تعلق: ترک لِسانی گروہ کی ایک زبان
- متبال نام: کاشغری، ازبکی
- لِسانی علاقہ: گلگت، (اور چین، قازقستان، کرغستان، روس، افغانستان)
- تعداد: 10000 (پاکستان میں)

اویغور یا کاشغری زبان بولنے والے بعض گھرانے گلگت میں بلتستان میں آباد ہیں۔ نسبی اعتبار سے یہ ترک ہیں۔ یہ لوگ کاشغر، یارقند اور ارچی سے نقل مکانی کرکے گلگت بلتستان آئے ہیں۔ ان کی نقل مکانی کی وجہ تجارتی کاروبار اور سیاسی پناہ گزینی ہے۔ یہ لوگ سنکیانگ کی آزادی کے لیے تحریک چلا رہے تھے جس کی وجہ سے مجبوراً ترک وطن کرکے یہاں آئے ہیں۔ سنکیانگ کے شہر کاشغر، ارچی اور یارقند گلگت بلتستان کے سرحدی علاقوں کے قریب ہیں۔ یہاں یہ لوگ اپنی مادری زبان اویغور بولتے ہیں۔ قدیم زمانے میں بھی گلگت بلتستان اور کاشغر و یارقند کے مابین تجارتی کاروان آتے جاتے رہتے تھے۔ اس زبان کا رسم الخط عربی ہے۔ اس زبان میں قابل قدر لوک ادب پایا جاتا ہے۔ اویغور زبان میں افسانے، غزلیں، نظمیں اور ڈرامے لکھے جاتے ہیں۔ گلگت میں مقیم اویغور بولنے والے لوگ اُرمچی ریڈیو سٹیشن سے اپنی مادری زبان کے ریڈیائی پروگرام سنتے ہیں[93]۔

---

[93] ڈاکٹر عظمیٰ سلیم، گلگت بلتستان کی زبانوں کا جائزہ، ص:105، 106، 107۔

بدیشی (ISO 639-bdz)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ↞ ہندایرانی ↞ پامیری لِسانی گروہ (؟) ↞ بدیشی
- متبادل نام: بدخشی
- لِسانی علاقہ: ضلع سوات، خیبر پختونخواہ
- موجودہ تعداد: غالباً معدوم ہو چکی ہے۔

یہ زبان سوات میں وادی چیل اور بشی گرام میں مغل مار دیہہ میں بولی جاتی تھی جبکہ اس کے بولنے والے بعض گھرانے پورن چکیسر اور الائی وادی میں تراٹ گاؤں میں بھی آباد تھے۔ ماہر لِسانیات جناب محمد زمان ساگر کے بقول سرمایہ الفاظ کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ زبان پامیر اور ہنزہ کی وخی اور چترال کی یدغاز زبان کے قریب ہے۔ اس زبان کے بولنے والے کبھی سوات اور دیر کے بعض علاقوں میں آباد تھے۔ چند سال پہلے بتایا گیا ہے کہ یہ زبان کُلی طور پر معدوم ہو چکی ہے اور اس کا بولنے والا کوئی باقی نہیں۔ اس زبان کی معدومی کی ایک بنیادی وجہ بیرونی شادیاں بتائی گئی ہے اور دوسری وجہ ارد گرد کے سماجی و لِسانی ماحول کے اثرات ہیں۔ یہ زبان توروالی اور اُشوجو کے درمیان بولی جاتی تھی۔ بی بی سی کے نمائندہ ظفر سیّد[94] نے اس زبان کے بولنے والے جن آخری تین بزرگوں سے بات چیت کی ان کے نام سیّد گل، رحیم گل اور علی شیر ہیں۔

بدیشی زبان کے فقروں کی مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبان توروالی اور کوہستانی کے قریب ہے۔

بدیشی (جملہ)	اردو معنی
ہِین ناؤر رحیم گل تھُو ہِین بدیشی جِبے آسن اِشوکالے ہیم کم ایکتھی	میرا نام رحیم گل ہے میں بدیشی زبان بولتا ہوں اس سال برف کم پڑی ہے

[94] https://www.ethnologue.com/language/bdz/؛ ظفر سیّد، بی بی سی، 21 فروری، 2018

تھِین حال کھلے تھی؟	آپ کا حال کیا ہے؟
مے گِروٹ کھیکتی	میں نے کھانا کھالیا ہے

بروشسکی زبان (ISO 639-bsk)

- لِسانی تعلق: دُنیا کی اکیلی زبان جس کا تا حال کسی لِسانی گروہ لِسانی سے تعلق ثابت نہیں ہوا۔
- متبادل نام: بروشاکی، بروکسکی، بروسکی، بروشسکی، بروشاسکی، بروشسکی ہنزہ، بروشکی، مِشاسکی، مِشَسکی، ہنزہ کُوت، ورچِکوار
- لِسانی علاقہ: ضلع ہنزہ اور ضلع غذر (گلگت بلتستان) اور ہندوستان میں سرینگر
- موجودہ تعداد: ایک لاکھ تیس ہزار سے کم

بروشسکی شمالی پاکستان کے بروشو لوگوں کی ایک قدیم زبان ہے جو اس علاقہ میں تبتی اور آریائی زبانیں بولنے والوں کی آمد سے پہلے لداخ اور بدخشان کے درمیانی علاقوں میں بولی جاتی تھی۔ بروشسکی کا شمار دُنیا کی اُن 12 زبانوں میں کیا جاتا ہے جو اپنی لِسانی خصوصیات کی بناپر کسی دوسری زبان سے مماثلت نہیں رکھتی اور ایک غیر نوعی زبان کے طور پر زبان کے تنہاءُ مرہ میں شامل ہے[95]۔ اس زبان کی لِسانی اور تاریخی تفہیم ابھی تک الجھی ہوئی ہے۔

بروشسکی زبان گلگت-بلتستان میں وادی ہنزہ کے مرکزی علاقے، نگر وادی کے بعض علاقے اور قدرے فرق کے ساتھ ضلع غذر کی یاسین وادی میں بولی جاتی ہے جسے بعض اوقات ورچکوار بھی کہا گیا ہے[96]۔ یاسین اور ہنزہ کی بروشسکی زبان میں 68 فیصد لِسانی مماثلت پائی جاتی ہے۔ یاسین کے علاوہ یہ زبان اشکومن وادی میں برجانگل دیہات میں بھی بولی جاتی ہے۔ بروشسکی زبان بولنے والے بعض گھرانے سری نگر میں بھی پائے جاتے ہیں جنہیں ماضی میں ہنزہ نگر سے قیدی بنا کر سرینگر لے

95 بروشسکی۔اردو لغت، بروشسکی ریسرچ اکیڈمی۔

96 Peter C. Backstrom, Languages of Northern Pakistan, 1992, P-31.

جایا گیا تھا۔ اس زبان پر ابتدائی کام کرنے والوں میں G. W. Leitner (1889) ہنزہ نگر ہینڈ بک، جان بڈلف (1880) Tribes of the Hindoo Koosh اور Lorimer (1935-1938) شامل ہیں۔ Lorimer کی ایک بروشسکی ڈکشنری جو یاسن کے لہجے سے متعلق ہے 1962ء میں اوسلو سے شائع ہوئی اور ایک کتاب 1935ء میں ۔ اس زبان پر زیادہ تحقیقی اور جامع کام جرمن محقق Dr. Hermann Berger (1966، 1974، 1985) نے کیا ہے[97]۔

بروشسکی زبان کے ماہر لِسانیات ڈاکٹر ہرمن برجر کا کہنا ہے کہ بروشسکی زبان نے اپنی آس پاس کی زبانوں سے کم اثر لیا اور اپنے لِسانی تشخص کو تاحال برقرار رکھا ہوا ہے[98]۔ ان کا کہنا ہے کہ کنگھم وہ پہلی شخصیت ہیں جنھوں نے اپنی تحقیق میں بروشسکی زبان کے متعلق لکھا اور ان کے بعد ڈاکٹر لٹنر (1880ء) اور پھر جے بڈلف (1889ء) نے اس زبان کی گرائمر مرتب کی اور ان کے بعد لاریمر نے اس زبان پر تحقیق کام کیا[99]۔

ماہر لِسانیات گریرسن نے ہندوستانی لِسانیات کا جائزہ (سروے) میں بروشسکی زبان کے مختلف پہلوؤں پر لِسانی تحقیق کا احاطہ کیا ہے۔ بہت سے دوسرے مغربی ممالک کے محققین اور طلباء بھی بروشسکی زبان پر لِسانی تحقیق کر رہے ہیں۔ SIL کی طرف سے دو کتابیں شائع کی گئی ہیں ایک کتاب بنیادی بروشسکی الفاظ سے متعلق ہے جسے Stephen R. Willson نے مرتب کیا اور SIL نے اس کتاب کو 1999ء میں شائع کیا۔ دوسری کتاب شمالی پاکستان کی زبانیں کے عنوان سے ہے جس میں بروشسکی زبان کا مکمل باب شامل ہے۔

ماہر لِسانیات پی ڈبلیو سچمت (1926ء) کا کہنا ہے کہ بروشسکی زبان کی مخصوص اور الگ لِسانی شناخت دنیا میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ قدامت کے لحاظ سے بروشسکی کا شمار برصغیر کی دراوڑی اور منڈا

---

97 Peter C. Backstrom, Languages of Northern Pakistan, 1992, P-35.

98 ڈاکٹر برجر، مضمون بروشسکی زبان، مطبوعہ کتاب قراقرم، تالیف و تدوین، منظوم علی، ص:651۔

99 ڈاکٹر برجر، مضمون بروشسکی زبان، مطبوعہ کتاب قراقرم، تالیف و تدوین، منظوم علی، ص:652۔

زبانوں میں ہوتا ہے[100]۔یعنی بروشسکی زبان برصغیر میں اس وقت بولی جاتی تھی جب اس خطہ میں آریائی زبانیں والوں کا ورود نہیں ہوا تھا۔بروشسکی زبان کا اولین لغت 1938ء میں شائع ہوا۔ علامہ نصیر الدین ہنزائی وہ پہلے مقامی بروشسکی محقق ہیں جنہوں نے 1970ء کے عشرے میں اس زبان کو تحریری شکل دینے کی کوششیں کیں اور اس کے لیے انہوں نے اضافی بروشسکی حروف وضع کیے۔ان اضافی حروف کے ساتھ عربی رسم الخط میں جہاں بروشسکی۔اردو لغت تین جلدوں میں شائع ہوئی وہیں بہت سی دوسری کُتب بھی شائع ہوتی رہی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ علامہ موصوف کو بابائے بروشسکی بھی کہا جاتا ہے۔

بروشسکی زبان کے شمال مغربی تبتی زبان پر بھی لِسانی اثرات پائے جاتے ہیں جس کا ذکر روسی محقق جناب Anton Kogan نے اپنی لِسانی تحقیق میں کیا ہے[101]۔

بروشسکی زبان کے متعلق جناب Dick Grune نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں کہا ہے کہ بروشسکی کا روئے زمین کی کسی بھی زبان سے کوئی لِسانی مماثلت تا حال ثابت نہیں ہوئی[102]۔

بروشسکی اور شینا زبان میں بعض لِسانیاتی خصوصیات مشترک ہیں جیسے بعض مخصوص مُصْمّتی آوازیں اور مُصوّتی آوازوں میں سُر تان کا صوتی نظام جو داردی زبانوں کے علاوہ دوسری پاکستان زبانوں میں شاید ناپید ہے۔بروشسکی اور شینا زبان نے ایک دوسری کے لغوی سرمایہ سے خاصا استفادہ کیا ہے۔ ایسے لغوی سرمایہ کی شناخت صرف لفظی مادوں سے کی جا سکتی ہے اگر ان مادوں کا ماخذ آریائی ہو تو پھر

---

100 ڈاکٹر برجر، مضمون بروشسکی زبان، مطبوعہ کتاب قراقرم، تالیف و تدوین، منظوم علی، ص:653۔

101 *Anton Kogan,* On possible Dardic and Burushaski influence on some Northwestern Tibetan dialects.P-266-281. Institute of Oriental Studies, Russian Academy of Sciences, Moscow۔

102 *Dick Grune,*Burushaski - An [illegible] ary Language in the Karakoram Mountains. Journal of Central Asia, Vol. VIII. 1985.

وہ شینا ہوگا اور اگر مادہ آریائی نہیں تو بروشسکی ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بروشسکی اور شینا زبان نے مل کر شمالی پاکستان کے سازندوں کی ڈوم خی یا ڈوماکی زبان کو معدومی سے دوچار کیا ہے جسے آج کل صرف چند سو عمر رسیدہ لوگ ہی بول سکتے ہیں۔ گلگت بلتستان میں شینا، بلتی اور بروشسکی تین بڑی زبانیں ہیں جب کہ اس خطہ میں بروقسکت، پوریگی، گوجری، وخی، ڈوماکی، انڈس کوہستانی، اویغور اور پشتو بولنے والے بھی ہیں۔

اس زبان کا ابتدائی رسم الخط پر علامہ نصیر الدین ہنزائی نے وضع کیا تھا جس کے تحت بروشسکی نے ایک تحریری زبان کا درجہ حاصل کیا، تاہم اُن کے املائی نظام اور وضع کیے گئے اضافی حروف میں بعض تکنیکی مسائل کا سامنا تھا جس کی وجہ سے اُن کے تجویز کردہ اضافی حروف کو عوامی قبولیت اور تائید حاصل نہیں ہو سکی۔ اس زبان میں قرآن مجید کا بروشسکی ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

گلگت بلتستان میں بروشسکی بولنے والے لوگوں میں خواندگی کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ بروشسکی کے مرکزی علاقہ کے لوگ کافی جدت پسند پائے جاتے ہیں۔ مقامی سطح پر انگلش اور اردو ذریعہ تعلیم اور رابطہ کی زبان ہے اس لیے موجودہ بروشسکی میں عربی، فارسی، کشمیری اور اردو کے کئی الفاظ اس زبان میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ زبان لوک ادب سے مالا مال ہے اور اسے تحقیق و اشاعت کی عالمی توجہ حاصل ہے۔ اس زبان کی ترقی اور ترویج کے لیے بروشسکی ریسرچ اکیڈمی کام کر رہی ہے۔

بروشسکی زبان کے آس پاس ڈوماکی، شینا، وخی اور کھوار زبانیں بولی جاتی ہیں جب کہ سرینگر میں بولی جانے والی بروشسکی پر کشمیری اثرات بھی نظر آتے ہیں۔ سری نگر اور پاکستان میں بولی جانے والی بروشسکی گرائمر پر ڈاکٹر صدف منشی نے الگ الگ دو کُتب لکھی ہیں۔

بروشسکی زبان اس علاقے کی قدیم زبان ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ اس کے بولنے والوں کی تعداد لاکھ سوا لاکھ سے زیادہ نہیں بڑھ سکی۔ بروشسکی بولنے والے تمام لوگ شیعوں کے اسماعیلیہ فرقہ کے پاکستانی دھڑہ نزاری اسماعیلی اور آغا خانی سلسلے کے پیروکار ہیں۔ اسماعیلیوں کے دو دھڑے پائے جاتے ہیں۔ دوسرا دھڑہ بوہری اسماعلیوں کا ہے۔ آغا خانی سلسلے کے پیروکار آغا خان کو اپنا امام مانتے ہیں جبکہ

بوہری اسماعیلی امامت نہیں مانتے اور داعی مطلق کے سلسلہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ بروشسکی بولنے والے نرم خُو، ملنسار اور پُر امن لوگ ہیں۔ ان کی زیادہ توجہ حصول تعلیم، کاروبار اور زراعت پر ہے۔

بروشسکی زبان کے بعض پرانے اضافی حروف کے ساتھ چار نقطوں کی بجائے اردو چار کا ہندسہ لگایا جاتا تھا جس کی وجہ سے حال ہی میں "برشو مرکہ بورڈ" نے بروشسکی کے لیے نئے اضافی حروف کا تعین کیا ہے۔

بروشسکی زبان کے پرانے اور جدید اضافی حروف یہ ہیں:

پرانے اضافی حروف[103]: چ، څ، څھ، ڈ، ݜ، ݣ، ڞ، ں، ی

جدید اضافی حروف[104]: ڎ، ڎھ، څ، څھ، ژ، ݜ، ل̌، ن̌، ی̌، ے̌

حال ہی میں بروشسکی فورم "بروشو مرکہ" کا قیام عمل میں آیا ہے جس کے ماہرین نے بروشسکی زبان کے لیے نئے اضافی حروف کا انتخاب کیا ہے جس کے تحت اب تک ان اضافی حروف کے ساتھ ایک بروشسکی قاعدہ اور ایک بروشسکی شعری مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔ ان اضافی حروف میں علامہ نصیر الدین ہنزائی کے صرف دو اضافی حروف کو قائم رکھا گیا ہے۔

2010 میں ہونے والی ایک لِسانی تحقیق میں بروشسکی کے 150 الفاظ کے مشتقات اور مُصمّتی آوازوں کا تجزیہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ بروشسکی پروٹو انڈو یورپین کے ساتھ منظّم صوتی میل جول رکھتی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ مطالعہ بروشسکی زبان کا کینٹم ہند-یورپی زبانوں جیسے البانوی، قدیم تھریسیئن، اور فریجیئن کے ساتھ ساتھ بالٹوسلاویک کے ساتھ نسباتی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ مطالعہ بروشسکی زبان کے اندرونی صوتیاتی تغیرات اور مورفولوجیکل عمل کے بارے میں محتاط غور و فکر

---

103 نصیر الدین ہنزائی، اَسقُرکے بسِی

104 بروشو مرکہ، گلگت بلتستان، بروشسکی الف بِا، ص:5۔

کے لیے قابل قدر ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس تحقیق سے بروشسکی کی تاریخی لِسانیات کی مستقبل کی تحقیقات میں سب سے زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔اس تحقیق[[105]] میں کہا گیا ہے کہ :

Burushaski is a language spoken in three closely related dialectal forms in the valleys of Northern Pakistan. It is generally regarded as an isolate, despite many attempts to link it with other Eurasian language families. The present monograph, unfortunately, does not evaluate these earlier hypotheses. It analyzes 150 Burushaski lexical items and their derivatives to argue that the velar consonants in these words show systematic sound correspondences with the reflexes of proto– Indo-European (PIE) velars, labiovelars, and palatovelars found in non-satem Indo-European languages. Burushaski vocabulary items with obvious Indo-Aryan parallels that likely arose through borrowing are omitted from the investigation. The conclusion argued for is that Burushaski shows a genealogical relationship with kentum Indo-European languages such as Albanian, ancient Thracian, and Phrygian, as well as Balto-Slavic. Because the book focuses on a single group of putative sound correspondences (the dorsal plosives), its claims should be evaluated together with the author's previous investigations of Burushaski/Indo-European lexical relations (particularly, *Basic Burushaski etymologies*, 1998), where a total of nearly 600 cognates are proposed involving proposed sound correspondences in vowels as well as non-guttural consonants (69).

While the book represents a conscientious attempt to apply the traditional comparative method to a language whose position among the world's language families remains without consensus, the data assembled do not support the conclusion that Burushaski belongs within a sub-branch of Indo-European. The core thesis is summarized in a chart (64), illustrating how PIE plain velars, labiovelars, and palatovelars have fallen together to yield plain velars in Burushaski. While the 150 stems investigated here would appear to support this correlation, most of these items also contain exceptions to other aspects of the broader system of sound correspondences argued for. Comparanda show unique segment deletions or additions of various kinds. One example is PIE **dn̥ĝhuh$_a$* 'tongue', which is compared to Yasin Burushaski –*yúṅus* 'tongue' (58), though only the nasal segment appears to be shared. Another is PIE **h$_1$og^{w}is-* 'snake' and Burushaski –

[105] Ilija Čašule, Burushaski as an Indo-European 'kentum' language, Munich: LINCOM Europa, 2010. Pp. 109. ISBN 9783895865947

ġusấnus 'snake' (39), where only the PIE second syllable *$g^w$is* and the Burushaski initial syllable *ġus* appear directly comparable. Most of the 150 lexical correspondences have been supplied with copious additional commentary to explain significant phonological, morphological, or semantic incongruities.

This study is, nevertheless, valuable for its careful consideration of Burushaski-internal phonological variation and morphological processes, based on the author's familiarity with earlier sources, notably Hermann Berger's three-volume *Die Burushaski-Sprache von Hunza und Nager* (1998). Certain lexical parallels, notably those dealing with Neolithic farming or herding, should be reexamined in light of potential language contact, a possibility the author himself seriously considered in his earlier work (*Basic Burushaski etymologies*, 1998) but has now abandoned in favor of a genealogical explanation. Future investigations of Burushaski historical linguistics might benefit most from an etymological dictionary that more fundamentally treats the divergences between Yasin (Werchikwar) Burushaski and the more closely related Hunza and Nagar.

بروشسکی زبان کی دستاویز بندی کے لیے نیشنل سائنس فاؤنڈیشن اور یونیورسٹی آف نارتھ ٹیکساس کے مالی تعاون سے معدومی کے خطرے سے دوچار زبانوں کی دستاویزی پروگرام کے تحت Archive of Annotated Burushaski Texts کے عنوان سے ایک پروجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔

اس منصوبے کا بنیادی مقصد پاکستان میں ہنزہ، نگر اور یاسین اور بھارت میں سری نگر میں بولی جانے والی بروشسکی زبان کے چار لہجوں کے زبانی ادب کی اعلیٰ معیار کی ڈیجیٹلائزڈ آڈیو اور ویڈیو ریکارڈنگز اور دوسری لِسانی تحقیق شامل ہے۔ اس پروجیکٹ کا ایک ثانوی مقصد زبان سیکھنے کے لیے تدریسی مواد پر مشتمل ہے۔ اس کی تفصیل متعلقہ پروجیکٹ کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس پراجیکٹ کی قیادت ڈاکٹر صدف منشی نے کی ہے۔ اس ویب سائٹ کا لنک یہ ہے:

https://burushaskilanguage.com

بلتی زبان (ISO 639-bft)

- لِسانی تعلق: سینو تبتن ←تبتو بر من ← مغربی تبتو بر من ← بُدھی ← مرکزی بودھی ← مغربی ← بلتی
- متبادل نام: بلتائے، بھوتیا بلتستانی، بلتستانی
- لِسانی علاقہ: بلتستان
- بولنے والواں کی تعداد: 425000 (2018ء)

بلتی زبان کا لِسانی تعلق تبتو برمن لِسانی خاندان سے ہے جس کا تعلق چینی زبانوں کے ذیلی لِسانی گروہ سینو تبتن سے ہے۔ کچھ لہجائی فرق کے ساتھ یہ زبان لداخ، تبت، سکم، بھوٹان اور نیپال کے بعض علاقوں میں بھی بولی جاتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں تبت کے ایک حکمران شر ونگ ستان کمپو نے اپنے ایک افسر کو ہندوستان بھیجا تا کہ وہ ہندوستانی زبانوں اور ان کے رسم الخطوط کی جانکاری حاصل کرکے بلتی زبان کے لیے کوئی موزوں رسم الخط وضع کر سکے۔ وزیر تھولمی سامبھوتہ نے اپنی لِسانی جانکاری کے بعد بلتی زبان کے لیے "اِگے" رسم الخط وضع یا تجویز کیا جس کے تیس حروف مصمّتی آوازوں کے لیے اور چار حروف مصوّتی آوازوں کے لیے تجویز کیے گئے تھے[106]۔ لداخ میں اس رسم الخط کو yi-ge کا نام دیا جاتا ہے لیکن جب اس رسم الخط کو کسی مذہبی کتب کے لیے لکھا جائے تو اسے Chos کہا جاتا ہے۔، لداخی اور تبتی اس رسم الخط کو اپنی تاریخی، ثقافتی اور مذہبی شناخت کا ایک اہم توانا ذریعہ سمجھتے ہیں، تاہم لداخی مسلمان اس رسم الخط میں نہیں لکھتے بلکہ اپنی ضرورت کے لیے فارسی اردو رسم الخط استعمال کرتے ہیں[107]۔

632 عیسوی میں اس زبان کے لیے تبتی رسم الخط وضع کیا گیا اور 17ویں صدی عیسوی کے زمانے تک اس زبان کو تبتی رسم الخط میں لکھا جاتا رہا ہے۔ یہ تبتی اور بلتی زبان کا قدیم رسم الخط تھا جو "اِگے"

---

106 محمد قاسم نسیم، بلتی زبان کی تاریخ اور تحفظ کے لیے جاری اقدامات، پامیر ٹائمز، 16دسمبر 2017۔

107 Sanyukta Koshal, Ladakhi Grammar, P-3,4. Delhi, 1979

کے نام سے موسوم ایک بدھی سنسکرت کی صُورت میں تھا جس کا ماخذ سنسکرت دیوناگری بتایا جاتا ہے[108]۔ Sanyukta Koshal کا کہنا ہے کہ اس تبتی رسم الخط کی اصل بنیاد براہمی ہے۔

بلتستان کے صف اول کے محقق اور ماہر جناب محمد یوسف حسین آبادی کا کہنا ہے کہ جس شخص نے تبتی زبان کا رسم الخط وضع کیا اس کا نام "انّو" تھا جس کا تعلق تھن می سامبھوتہ قبیلہ سے تھا۔ "انّو" کو تبت کے بادشاہ نے مع اس کے بیٹے کے کشمیر بھیجا تاکہ وہاں تبتی زبان کے لیے کسی موزوں رسم الخط کا انتخاب کر سکے۔ "انّو" نے تبتی زبان کے لیے "اِگے" رسم الخط وضع کیا اور ساتھ ہی تبتی زبان کے قواعد یعنی گرائمر مرتب کی جو 633 عیسوی میں مکمل کی۔ اس طرح سنسکرتی زبان کی اہم مذہبی کُتب کا تبتی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ جناب یوسف حسین آبادی ایک اور محقق کے حوالہ سے یہ بھی فرماتے ہیں کہ تبتی زبان کا رسم الخط ختن میں وضع کیا گیا تھا جو بعد میں تھونمی سامبھوکے ہاتھ لگا اور اس نے اس رسم الخط میں ضرورت کی ترمیم و اضافہ کیا تاہم جناب یوسف حسین آبادی اس نظریہ کے حامی نہیں بلکہ پہلے والی بات کے قائل ہیں[109]۔

جناب محد یوسف حسین آبادی بلتی زبان کی نحوی ساخت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ بلتی زبان گو کہ اپنے صوتی تلفّظ میں مشکل ضرور ہے لیکن نحوی طور طور نہایت آسان زبان ہے۔ اس زبان میں جمع واحد اور تذکیر و تانیث کے لیے الگ الگ فعلی تراکیب یا صیغے نہیں[110]

بلتی لوگوں یا زبان کے نام کا ذکر پہلی بار دوسری صدی قبل مسیح میں پٹولمی نے کیا تھا اور ان کے بعد کئی دوسرے چینی، عربی، فارسی اور مغربی تاریخ دانوں اور محققین کے ہاں معمولی فرق کے ساتھ اس نام کا ذکر ملتا ہے۔ بلتی زبان بلتستان کی چھ بڑی وادیوں (یا علاقوں) سکردو، شگر، روندو، رونگ یل،

---

108 محمد حسن حسرت، بلتستان تہذیب و تمدن، ص:40؛ محمد حسن حسرت، مضمون مطبوعہ سر بلند، شمارہ-1۔

109 محمد یوسف حسین آبادی، 1985، بلتی زبان، مضمون مطبوعہ کتاب قراقرم، تالیف و تدوین منظوم علی، ص:630، 631۔

110 محمد یوسف حسین آبادی، 1985، بلتی زبان، مضمون مطبوعہ کتاب قراقرم، تالیف و تدوین منظوم علی، ص:635۔

کھرمنگ اور گلتری میں بولی جاتی ہے۔ بعض علاقوں میں اس کے آس پاس شینا اور بروقسکت بولنے والی آبادی بھی پائی جاتی ہے[111]۔

727 عیسوی میں جب تبت کے بادشاہ Khri Lde-gtsug-Brtan نے بلتستان کو فتح کرکے اسے اپنی ریاست میں شامل کیا، تو انھوں نے تبتی رسم الخط کو باضابطہ طور پر دفاتر، مذہبی کتابوں اور چٹانی تحریروں کے ذریعے سرکاری رسم الخط کا درجہ دیا، اور اس زبان کی ترویج میں مدد ملی۔ آٹھویں صدی عیسوی تک لہاسہ یا وسطی تبت اور بلتستان کی بولیوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ تبتیوں کے حملے سے پہلے، 727 عیسوی میں مقامی سطح پر پالولاشاہی اور پادریوں کی سرکاری زبان "براہمی" تھی، جسے جالندھر میں چوتھی بدھ کانفرنس کے بعد ان علاقوں میں لایا گیا تھا۔ تبتیوں نے اپنے رسم الخط کی مکمل ترویج کی اور اسے خُوب پھیلایا۔ بلتستان میں یہ رسم الخط 16 ویں صدی عیسوی تک بلتی کے لیے استعمال میں رہا اور اس کے بعد بلتی لوگوں کو بلتی کے لیے فارسی رسم الخط استعمال کرنے پر آمادہ کیا گیا۔ جب مقپون خاندان 16ویں صدی عیسوی میں اپنے عروج کو پہنچا تو ایک مضبوط سیاسی اور ثقافتی ترقی کے بعد مغلوں کے ساتھ حکومتی تعلقات کے باعث مقپون حکمرانوں نے اپنے دفاتر کے لیے بلتی زبان کے بجائے فارسی رسم الخط کا استعمال شروع کیا اور اس کے بعد بلتی زبان اپنے قدیم رسم الخط اور تبت کی مضبوط سرپرستی سے محروم ہوگئی[112]۔

"اِگے" رسم الخط کے اِحیا کے لیے گزشتہ سالوں سے ازسرنو کوششیں شروع کی گئی ہیں جس کے سرخیل گلگت بلتستان کے معروف محقق اور قرآن مجید کے بلتی ترجمہ نگار جناب محمد یوسف حسین آبادی اور ان کے اہل قلم رفقاء ہیں۔

---

111 محمد حسن حسرت، شمالی پاکستان کا انسائیکلوپیڈیا، باب بلتستان، ص:211۔ لوک ورثہ، اسلام آباد

112 P.N.Pushp K. Warikoo, Jammu, Kashmir and Ladakh: Linguistic Predicament, Himalayan Research and Cultural Foundation, Har-Anand Publications, New Delhi, 1996

بعض بلتی محققین کا کہنا ہے کہ موجودہ عربی فارسی رسم الخط بلتی زبان کے صوتی آہنگ کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہے جب کہ "اِگے" رسم الخط بلتی زبان کی تمام صوتی ضروریات پوری کرنے کے قابل تھا، لیکن المیہ یہ ہے کہ جو رسم الخط بلتی زبان کے صوتی آہنگ سے مطابقت رکھتا ہے اسے بلتستان میں سمجھنے والے بہت ہی کم لوگ ہیں اور جس رسم الخط سے بلتی زبان کی صوتی ضروریات پوری نہیں ہوتیں اسے سمجھنے اور لکھنے والوں کی اکثریت ہے۔ بلتی زبان کا چودہ سو سالہ ادبی سرمایہ "اِگے" رسم الخط میں ہے جسے عربی فارسی رسم الخط میں منتقل کرنا ممکن نہیں[113]۔

بلتی بولنے والوں کا نسبی اور لِسانی تعلق لداخ اور تبت سے ہے لیکن 1947ء کے بعد اس تعلق میں دراڑیں پڑتے پڑتے بلتی بولنے والوں کی لِسانی رابطہ کاری تقریباً ختم ہو گئی ہے جس کی وجہ سے بلتی زبان کا لداخی اور دوسری تبتی زبان اور علاقوں سے ابلاغی رابطے منقطع ہو گئے ہیں، صدیوں پر محیط موثر اور مضبوط نسبی، لِسانی اور ثقافتی تعلق میں دراڑیں پڑ گئیں ہیں۔ بلتی زبان نے فارسی اور عربی کے بعد اردو کے زیر اثر نئے ثقافتی اور لِسانی سفر کا آغاز کر دیا۔

بلتستان سے تعلق رکھنے والے معروف محقق جناب محمد حسن حسرت کا کہنا ہے کہ گزشتہ دو صدیوں سے بلتی زبان میں مذہبی شاعری کا ایک بڑا حصہ تخلیق ہوا ہے اور کم و بیش پچاس سے زائد بلتی شعری مجموعے شائع ہوئے ہیں۔ اس زبان میں دیگر فوک لور اور لوک ادب کے علاوہ مشہور بلتی لوک داستان "کیسر" کو بھی محفوظ کیا گیا ہے۔

جناب محمد حسن حسرت کا کہنا ہے کہ بلتی زبان میں ایک سو پندرہ سال قبل الہامی کتاب انجیل کا ترجمہ ہوا ہے جبکہ دس سال پہلے الہامی کتاب زبور کا منظوم ترجمہ اور انجیل و تورات کے بلتی نثری تراجم ہوئے ہیں۔ بلتی زبان میں انجیل کا ایک ترجمہ "متّی رسُول ئی" کے عنوان سے 1908 میں ہوا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ایک فلم کی ڈبنگ بھی بلتی زبان میں کی گئی ہے جو archive.org پر دستیاب ہے۔

---

[113] پروفیسر نذیر بیسپا، بلتی زبان کی بقا اور بکے۔

ماہر لِسانیات گریرسن نے ہندوستانی زبانوں کے لِسانی جائزہ میں تبتو.برمن زبانوں میں بلتی زبان کے متعلق خصوصی باب شامل کیا ہے۔ 1866 میں H. H. Goduin Austen نے انگلش۔بلتی۔کشمیری الفاظ سے متعلق ایک کتاب شائع کی۔ James A. F. FC Read نے 1934 میں بلتی گرائمر پر ایک کتاب لکھی جو لندن سے شائع ہوئی۔SIL کے ادارہ نے 1992 میں شمالی پاکستان کی زبانیں کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی جس میں بلتی زبان کا اہم باب شامل ہے۔ R. K. Sprigg نے 2002 میں بلتی۔انگلش ڈکشنری لندن سے شائع کی۔ ان کے علاوہ بھی کئی بیرونی ماہرین نے بلتی زبان پر کام ہے۔ مقامی سطح پر بھی اس زبان پر کام کیا گیا ہے۔ مقامی بلتی ماہرین اپنی زبان کے بقاء کے لیے انتھک کوششیں کر رہے ہیں۔

بول چال کے اعتبار سے بلتی زبان کے تین بڑے لہجے پائے جاتے ہیں۔ان میں ایک لہجہ کو مشرقی لہجہ کہا جاتا ہے جو بلتستان میں وادی نوبرا اور وادی چھوربٹ میں رائج ہے، دوسرا لہجہ جسے مغربی لہجہ کہا جاتا ہے وہ شگر، روندو، سکردو کا لہجہ ہے، تیسرا لہجہ وہ ہے جسے خپلو وادی کا مرکزی لہجہ سمجھا جاتا ہے۔

بلتی زبان جن علاقوں میں بولی جاتی ہے ماضی بعید میں ان علاقوں میں کُلی طور پر پہلے بروشسکی اور بعد میں شینا زبان بولی جاتی تھی[114]۔ بلتی زبان کے علاقوں میں شینان زبان بولنے والی آبادی بھی پائی جاتی ہے۔ جو شینا بولنے والے خاندان بلتی گھرانوں میں رشتے کرتے ہیں ان میں زیادہ تر کی اولاد آہستہ آہستہ شینا زبان بولنا چھوڑ دیتی ہے۔

بلتی زبان کے موجودہ رسم الخط میں قرآن مجید کے تراجم، سیرت کی کُتب، بلتی قصائد، داستانِ کیسر، بلتی لغات، بلتی لوک کہانیاں، مرثیے، نثری ادب اور شاعری کی کئی کتب شائع ہو چکی ہیں تاہم اس زبان کا چودہ سو سالہ تحریری ادب "اِگے" رسم الخط میں ہے اور نئی نسل اس سے آشنا نہیں۔اس زبان میں جدید ادب میں ناول، افسانے، غزل اور نظمیں لکھی جارہی ہیں۔مذہبی تقریبات میں بلتی زبان کا استعمال بھی عام ہے۔ بلتی زبان میں ایک درجن سے زائد بلتی لُغات شائع ہو چکے ہیں جن میں

---

114 گریرسن، ہندوستانی زبانوں کا لسانیاتی سروے۔

بلتی۔ فارسی لغت بھی شامل ہے اور دیگر بلتی۔اردو لغات ہیں[115]۔ اس زبان میں حال ہی میں تدریسی نصاب کی کتب بھی تیار کی گئی ہیں تاہم عملی طور پر سکولوں میں تا حال پڑھائی نہیں جا سکیں۔
بلتی زبان معیاری تبتی زبان سے قدرے مختلف ہے۔ پرانی تبتی کی بہت سی آوازیں جو معیاری تبتی میں مفقود ہو گئی تھیں بلتی زبان میں تا حال قائم ہیں۔ بلتی زبان کے اضافی حروف جو بلتی گرائمر میں جناب فدا حسین[116] نے دیے ہیں وہ یہ ہیں: ا، ھ، ، ،ڜ، نؐ ک، ل/۔
بلتی زبان کا قدیم "اِگے" رسم الخط جو 632ء سے 652ء کے درمیان وجود میں آیا اور اس میں بلتی زبان لکھی جانے لگی لیکن اس خطے میں فارسی کی آمد کے ساتھ 1381ء کے بعد "اِگے" رسم الخط آہستہ آہستہ متروک ہونے لگا اور پہلے فارسی اور بعد میں اردو نے اس کی جگہ لے لی۔
بلتستان کے معروف محقق جناب یوسف حسین آبادی اور ان کے چند معاونین کوشش کر رہے ہیں کہ "اِگے" یعنی قدیم بلتی رسم الخط کو دوبارہ رائج کیا جاسکے۔

پُرگی/پُوریگی (ISO 639-prx)

- **لِسانی تعلق:** سینو تبتن ←تبتو برمن ←مغربی تبتو برمن←بُدھی← مرکزی بودھی← لداخی بلتی ←پُرگی
  - **متبادل نام:** پُوریگی، پُریگسکت، پْرِیگیا، بُرگی، پُورِک، پُرکھی، پُرکی، پورِک بھوتیا
- **لِسانی علاقہ:** ہندوستان میں ضلع کارگل (وادی دراس، وادی سورو) اور بلتستان میں کھرمنگ، سکردو
- **موجودہ تعداد:** 160000 (ہندوستان)، 15000 (پاکستان)

پُرگی زبان تبتی لِسانی خاندان کی زبان ہے جو اپنی لِسانی خصوصیات میں بلتی زبان کے زیادہ قریب ہے۔ پرگی بولنے اپنی ثقافتی شناخت کو تبت اور مذہبی شناخت اسلام سے جوڑتے ہیں۔ اس زبان میں لکھائی

---

115 محمد حسن حسرت، مضمون "بلتی زبان: ماضی، حال اور مستقبل، مطبوعہ سر بلند، شمارہ-1، ص:276۔

116 فدا حسین، بلتی گرائمر، قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی گلگت بلتستان۔

پڑھائی کے لیے عربی۔اردو رسم الخط اپنایا گیا ہے اور قدیم تبتی طرز کے رسم الخط کو ترک کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پُرگی/پُوریگی زبان بولنے والے لوگ ترجیحی طور پر بلتی زبان اپنا رہے ہیں۔ کارگل میں یہ زبان دراسی شینا زبان کی ایک ہمسایہ زبان ہے۔

پُرگی یا پُوریگی زبان ہندوستان کے ضلع کرگل کی وادی دراس اور وادی سورو کی ایک بڑی زبان ہے۔ کرگل کا قدیم نام پُوریگ ہے، اسی مناسبت سے اس زبان کو الگ زبان کا درجہ دے کر پُوریگی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ریڈیو کارگل سے صرف پُوریگی زبان میں خبریں نشر ہوتی ہیں۔ کارگل میں اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہے جبکہ بلتستان کے ضلع کھرمنگ اور سکردو کے بعض مقامات پر پائے جانے والوں کی تعداد پندرہ ہزار ہے جو پُوریگی زبان بولتے ہیں[117]۔

بلتستان کے ضلع کھرمنگ میں چار یا پانچ گاؤں ایسے ہیں جن میں پُرگی زبان بولی جاتی ہے۔ ان میں دو گاؤں بلارگو اور برولمو علاقہ اولڈنگ کی طرف واقع ہیں تاہم جنگ کی وجہ سے برولمو گاؤں مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے اور اس کے مکین کئی دہائیوں سے سکردو میں مقیم ہیں۔ تباہ ہونے والا گاؤں کبھی علوم و فنون کا مرکز ہوا کرتا تھا، جس کے مدرّس اپوچو شیخ علیؒ اس گاؤں کے بڑے عالم و فاضل اور مبلغ و مدرس تھے۔

پُرگی بولنے والوں کے تین گاؤں وادی گنوخ ضلع کھرمنگ کے پرگنہ میں واقع ہیں جو ژرے ژرے تھنگ، واچرہ اور مرمق کے نام سے موسُوم ہیں۔ ژرے ژرے تھنگ اور واچرہ میں پہلے بروکسکت زبان بولی جاتی تھی، 1971ء کی جنگ کے دوران مزبَر گاؤں پر جب ہندوستانی فوج نے حملہ کرکے قبضہ کرلیا تو وہاں کے اکثر لوگ ہجرت کرکے ژرے ژرے تھنگ اور واچرہ میں آکر آباد ہو گئے تھے اور پُرگی بولنے والوں کی اکثریت کی وجہ سے ان دو گاؤں میں بروقسکت زبان معدوم ہو گئی[118]۔

---

117 محقق زاہد کرگتی سے ذاتی معلومات کا تبادلہ۔

118 محقق محمد قاسم آریان، گنوخ وادی، کھرمنگ، بلتستان، ذاتی معلومات کا تبادلہ۔

پُرگی زبان بولنے والے زیادہ تر لوگ شیعہ مسلمان ہیں جبکہ کارگل میں بعض بدھ مت اور بون مت کے پیروکار بھی ہیں جو وادی فوکر، واکھا اور مولبیخ کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

ڈوماکی (داؤدی) زبان (ISO 639-dmk)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ←← ہندایرانی ←← ہندآریائی ←← مرکزی لِسانی گروہ ←← ڈوماکی
- متبادل نام: ڈوم خی، ڈوماخی، ڈوما، بیریچو، داؤدی، بلتم (یاسین میں) داؤدی
- لِسانی علاقہ: نگر، ہنزہ میں مومن آباد (گلگت بلتستان)
- تعداد: 340 (2011ء)

ڈوم خی یا ڈوماکی زبان ایک ہندآریائی زبان ہے جس کے بولنے والے چند سو سازندے آج کل ہنزہ اور نگر میں مومن آباد نام کی دو بستیوں میں پائے جاتے ہیں۔ ماضی میں اس زبان کے بولنے والے انڈس کوہستان، ضلع غذر، چھلاس اور گلگت میں بھی پائے جاتے تھے لیکن ان علاقوں میں ان لوگوں نے اپنی زبان ترک کر دی ہے اور نقل مکانی کر چکے ہیں۔ مومن آباد میں اب صرف بڑی عمر کے افراد ڈوماکی زبان بول سکتے ہیں۔

ڈوماکی زبان کا ایک اور نام "بلتم" بتاتے ہوئے ڈاکٹر محمد شجاع ناموس نے اپنی کتاب گلگت اور شینا زبان مطبوعہ 1961ء میں لکھا ہے کہ سازندوں کی یہ زبان وادی یاسین کے بعض ایسے گاؤں میں بولی جاتی ہے جہاں صرف سازندوں کے گھرانے آباد ہیں[[119]]۔ ممکن ہے کہ 1950ء کے زمانے میں یہاں "بلتم" یعنی ڈوماکی بولنے والے سازندوں کی آبادی پائی جاتی تھی جو اب دوسرے لوگوں میں گھل مل گئے ہیں اور "بلتم" یا "ڈوماکی" بولنے والا وادی یاسین میں کوئی نہیں ملتا۔

[119] ڈاکٹر محمد شجاع ناموس، گلگت اور شینا زبان، ص:84۔

ڈوم خی یا ڈوماکی/ڈوماخی بولنے والے سازندوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ تین سو سال پہلے کشمیر سے پہلے بلتستان اور بعد میں حکمران "آیا شو تھم" کے زمانے میں گلگت ہنزہ میں وارد ہوئے تھے[120]۔

میرا خیال ہے کہ ڈوم یا سازندے پنجاب اور سندھ کے میدانی علاقوں سے شین اقوام کے ساتھ شمالی پاکستان میں وارد ہوئے تھے اور ان کی آبادیاں انڈس کوہستان، چھلاس، غذر، استور اور گلگت میں پائی جاتی تھیں، یہ بھی ممکن ہے کہ ہنز نگر آنے والے ڈوم یا سازندے کشمیر ہی سے آئے ہوں۔ لیکن متزکرہ تمام علاقوں میں ڈوم لوگ موجود تھے۔

ڈوماکی زبان پر ایک مکمل کتاب Lorimer, 1939. The Dumaki Language نے لکھی ہے جو 1939 میں شائع ہوئی تھی اس کتاب میں ڈوماکی زبان کے متعلق جملہ اور تفصیلی معلومات پائی جاتی ہیں تاریخی طور پر ڈوماکی بولنے والے اپنے پیشے کی وجہ سے ہمیشہ اور جگہ سماجی دباؤکے زیر اثر رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کی زبان معدومی کے خطرات سے دوچار ہوئی ہے۔

شادی بیاہ اور دوسری تقریبات میں ڈوم لوگوں کی جو خدمات ہیں ان کے علاوہ ان لوگوں کی ایک اور خدمت یہ بھی تھی کہ لشکر کشی کے دوران یہ سازندے ڈھول سُرنا بجا کر لشکر کشی کے جنگجوؤں میں جوش و ولولہ پیدا کرتے تھے اور پیغام رسانی کا کام بھی ان کے فرائض میں شامل تھا لیکن گزشتہ پچاس سالوں سے یہ لوگ پیشہ ورانہ کام میں مذہبی دباؤ کا شکار ہوئے اور چھلاس، دریل، تانگر اور انڈس کوہستان میں آہستہ آہستہ اپنا پیشہ ترک کر دیا اور بعض نے دوسرے شہروں کی طرف نقل مکانی کی جیسے وادی جلکوٹ کے مشہور سازندہ سپت کا خاندان ہے۔

ڈوم خی یا ڈوماکی زبان پر بروشسکی اور شینا زبان کے گہرے اثرات پائے جاتے ہیں اور ڈوم خی ان زبانوں سے شدید متاثر ہوئی ہے تاہم جرمن محقق ڈاکٹر بدرس (مرحوم) کا کہنا ہے کہ اس زبان نے تاحال اپنا صرفی و نحوی مقام محفوظ رکھا ہوا ہے[121]۔

---

[120] Lorimer, 1939. The Dumaki Language, p-7.

دارِدِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

سریقولی/سریکولی (ISO 639-srh)

- تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← ایرانی ← مشرقی ← جنوب مغربی ← پامیری ← سُغنی۔یزغلامی ← سریکولی
- لِسانی علاقہ: ضلع چترال کا بالائی علاقہ بروغل
- تعداد: چند گھرانے

یہ ایک ترک قبیلہ کی زبان ہے جس کے بولنے والے چند گھرانے 1938ء کے زمانے میں سنکیانگ یوغر کے علاقہ تاشقرغان سے نقل مکانی کے کر چترال کے بالائی علاقہ بروغل منتقل ہوئے۔ یہ ایک ترک منگولیائی زبان ہے[122]۔

کرغیزی (ISO 639-kir)

- لِسانی تعلق: ازبکستان کے ترک لِسانی گروہ کی ایک زبان جو بروغل میں ازبک پناہ گزین بولتے ہیں۔
- لِسانی علاقہ: ضلع چترال میں بروغل کا علاقہ
- تعداد: چند گھرانے

یہ زبان ازبکستان سے نقل مکانی کرکے آنے والے ان ازبک گھرانوں کی زبان ہے جو چترال میں بروغل کے علاقہ میں آباد ہیں۔ یہ زبان روسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے[123]۔

---

121 ڈاکٹر بدرس، مطبوعہ مضمون کتاب قراقرم ہندوکش، مؤلف منظوم علی۔

122 عنایت اللہ فیضی، شمالی پاکستان کاانسائیکلوپیڈیا، حصہ چترال، ص:322۔

123 عنایت اللہ فیضی، شمالی پاکستان کاانسائیکلوپیڈیا، حصہ چترال، ص:325۔

دار دِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

مڈک لشٹی (ISO 639-prs)

- تعلق: ہندیورپی ->> ہندایرانی ->> ایرانی ->> مغربی ->> شمال مغربی ->> جنوب مغربی ->> فارسی ->> مڈک لشٹی
- متبادل نام: تاجکی، دری، بدخشی، چترالی فارسی
- لِسانی علاقہ: ضلع چترال
- تعداد: 3635 (2017ء)

یہ زبان چترال میں شیشی کوہ کے علاقہ مدکلشٹ میں بولی جاتی ہے۔ اس کا لِسانی تعلق فارسی لِسانی گروہ سے ہے۔ اس زبان کے متبادل ناموں میں تاجکی، دری، بدخشی اور چترالی فارسی بھی کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مڈک لشٹی زبان بولنے والے لوگ کم و بیش دو سو سال پہلے افغانستان سے نقل مکانی کے بعد چترال کی وادی مدکلشٹ میں آ کر آباد ہوے تھے[124]۔ یہ زبان غیر تحریری ہے، ایف ایل آئ مقامی اہل زبان سے مل کر اس زبان کے نظامَ لکھائی پڑھائی وضع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔
یہ بدخشانی فارسی زبان کا ایک ذیلی لہجہ یا بولی سمجھی جاتی ہے جو تاجک فارسی کے قریب ہے[125]۔

وخی (ISO 639-wbl)

- ہندیورپی ->> ہندایرانی ->> ایرانی گروہ ->> مشرقی ایرانی ->> جنوبی ایرانی ->> پامیری ->> وخی
- متبادل نام: گوجالی، واخانی، واخان، وخیگی، کھیک
- لِسانی علاقہ: گلگت بلتستان اور چترال کے بعض علاقے
- تعداد: 20000 (پاکستان جبکہ افغانستان، چین، تاجکستان میں 58000)

یہ زبان بالائ ہنزہ کی وادی گوجال، اور ضلع غذر کی وادی اشکومان، اور یاسین کے علاوہ چترال کی وادی یارخون میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان کا نام واخان سے ماخذ ہے۔

124 ڈاکٹر عنایت اللہ فیضی، شمالی علاقہ جات کا ثقافتی انسائیکلوپیڈیا، ص:321۔

125 فخرالدین اخونزادہ، 2023، چترال کی زبانیں، ص:159۔

داردِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیر داردی زبانوں کا مختصر تعارف

اس زبان کے بولنے والے پاکستان سے باہر بدخشان، واخان، تاجکستان اور چین کے علاقہ سنکیانگ کے بعض مقامات میں پائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں تا حال اس زبان کا متفقہ رسم الخط رائج نہیں ہو سکا۔ چونکہ وخی زبان کا زیادہ تر ادب تاجکستان میں تاجکی یا روسی رسم الخط میں لکھا گیا ہے اور چونکہ وخی زبان واخان، افغانستان، چین اور تاجکستان میں بھی بولی اور لکھی جاتی ہے اس لیے اس سے ہم آہنگی اور زبان کے تحفظ و ترقی کے لیے لاطینی۔یونانی رسم الخط کے اپنانے کو اہمیت دی جاتی ہے تا کہ پاکستان میں وخی بولنے والے دوسرے علاقوں کے وخی لوگوں سے جُڑے رہیں۔

وخی زبان کی بہت سی کتابیں روسی رسم الخط میں لکھی گئی ہیں۔ یہاں وخی زبان کی عربی اردو تہجی کا نمونہ دیا جاتا ہے:

اب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ڎ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ګ ل م ن و ھ ء ی ے

یدغا زبان ((ISO 639-ydg))

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← ایرانی ← مغربی گروہ ← جنوب مغربی گروہ ← پامیری گروہ ← یدغا
- متبادل نام: لٹکوہی وار
- لِسانی علاقہ: لوٹ کوہ ضلع چترال
- تعداد: 6150 (2000ء)

یہ زبان چترال کے علاقہ میں گرم چشمہ لوٹ کوہ میں بولی جاتی ہے اور یہاں اس زبان کے بولنے والوں کے بیس دیہات پائے جاتے ہیں جن میں میرابیگ، اسپوخت، عماردان، موشین، ارجیئک، کوہک، برزن، اوغوتی، گولوغ، کھوغک، اورشیئک، گفتی، کشینی، روئی، کوچ، وہت، زیتور اور بربونو

دیہات شامل ہیں[126]۔ کہاجاتا ہے کہ اس زبان کے بولنے والے شاہ ناصر خسرو کے زمانے میں یعنی 1040ء کے آس پاس افغانستان کے علاقہ منجان اور یمگان سے نقل مکانی کے بعد چترال آئے تھے[127]۔

لِسانی خصوصیات کے اعتبار سے یدغا زبان افغانستان میں بولی جانے والی، منی زبان کے زیادہ قریب ہے[128]۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس زبان کا مآخذ ژند یا اوستا زبان ہے۔

اس زبان میں لوک گیتوں کی کوئی روایت نہیں تھی۔ اہل زبان کا خیال تھا کہ یہ زبان پیر ناصر خسرو کی متبرک زبان ہے اس لیے اس میں گیت یا گانے نہیں ہوتے[129]۔ آج کل اس زبان میں گیت لکھے اور گائے جاتے ہیں۔

نئ نسلوں میں اس زبان کو سیکھنے اور بولنے کا رجحان کم ہو رہا ہے۔ یدغا اور منجی زبان کے لغوی سرمایہ میں 70 سے 80 فیصد یکسانیت پائی جاتی ہے[130]۔ اس زبان میں نثری ادب، شاعری، قاعدہ اور لغت کی کتب مرتب کی جاچکی ہیں تاہم اس زبان کو معدومی کا شدید خطرہ لاحق ہے۔

یدغا زبان کے اضافی حروف میں /ݘ، ڇ، ڇھ، ݗ، ݗھ، ئ، ڑ، ݜ، ݍ، ݣ/ شامل ہیں۔

---

126 یدغا ذخیرہ الفاظ، فورم فار لینگویج انیشیٹوز، اسلام آباد۔

127 عنایت اللہ فیضی، شمالی پاکستان کا انسائیکلوپیڈیا، حصہ چترال، ص:321۔

128 فخر الدین اخونزادہ، 2023، چترال کی زبانیں، ص:187۔

129 بشیر حسین آزاد، چترال ایکسپرس، 14 جولائی، 20134۔

130 علاوالدین حیدری، چیرمین، یدغا ڈیولپمنٹ نیٹ ورک، چترال۔

داردستان میں بولی جانے والی دیگر متفرق زبانیں

اُردُو (ISO 639-urd)

لِسانی تعلق: ہندیورپی ←← ہندایرانی ←← ہندآریائی ←← مرکزی لِسانی گروہ ←← مغربی ہندی ←← ہندوستانی ←← اُردو

قدیم نام: ہندی، ہندوی، ہندوستانی، دہلوی، اردوئے معلیٰ، ریختہ، دکنی، گجری

لِسانی علاقہ: پاکستان اور ہندوستان

اردو پاکستان کی قومی زبان ہے۔ ذریعہ تعلیم اور لوگوں کی باہمی رابطہ کاری میں اسے ایک درجہ حاصل ہے۔ یہ زبان کم و بیش ڈھائی تین سو سال پہلے فارسی اور ہندی زبان کے اختلاط سے وجود میں آئی اور آہستہ آہستہ ترقی کی منزلیں طے کرتی ہے۔ آج اس زبان میں دنیا کا اہم ادبی سرمایہ پایا جاتا ہے۔ اردو کو ایک لشکری زبان بھی کہا جاتا ہے۔

پاکستان کی زیادہ تر مقامی زبانیں اپنے مخصوص اضافی حروف تہجی کے ساتھ اردو حروف تہجی کا استعمال کر رہی ہیں۔ مقام زبانیں بولنے والے اردو رسم الخط کے ذریعے اپنی زبانوں کو لکھتے اور پڑھتے ہیں۔

عربی اور فارسی کی جن اصطلاحات نے اردو میں رواج پایا یا اردو نے اپنایا ہے، زیادہ تر وہی اصطلاحات مقامی زبانیں استعمال کر رہی ہے۔ عربی، فارسی کی شعری اصناف میں بحر اور اوزان کے جو قواعد پائے جاتے ہیں اردو شاعری ہی کے ذریعے وہ مقامی زبانوں کی شاعری میں اپنائے گئے ہیں۔ اسی طرح اردو کی شعری اصناف بھی مقامی زبانوں کا حصہ بن رہیں ہیں[131]۔ گلگت بلتستان میں مقامی لوگوں اور تجارتی مراکز میں اردو رابطہ کی زبان ہے۔

131 ڈاکٹر عظمیٰ سلیم، گلگت بلتستان کی زبانوں کا جائزہ، ص:46۔

داردِستان کی داردی، نُورِستانی اور دوسری غیرداردی زبانوں کا مختصر تعارف

پاکستان میں اردو زبان ذریعہ تعلیم کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ پاکستان بھر کی مختلف زبانیں بولنے والے طلباء و طالبات کا اردو زبان سے واسطہ پڑتا ہے۔ اسی طرح شہری علاقوں میں قائم دینی مدارس میں بھی اردو زبان درس وتدریس کا اہم ذریعہ ہے۔ اردو پاکستان بھر کی زبانوں پر اپنا اثر ڈال رہی ہے۔

اردو زبان کے ذریعے عربی اور فارسی سرمایہ الفاظ مقامی زبانوں کا حصہ بن رہا ہے۔ چونکہ اردو بھی ایک جدید ہند آریائی زبان ہے اس لیے داردی زبانوں اور اردو کے بے شمار الفاظ میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اردو کے بے شمار ایسے الفاظ جو اردو میں تو متروک ہو چکے ہیں لیکن داردی زبانوں میں وہ الفاظ اصل روپ میں یا معمولی تغیّر کے ساتھ آج بھی مستعمل ہیں۔

قرآن مجید کے تراجم، تفاسیر، سیرت کی کتب، ناول، ڈرامے، تاریخ، فلسفہ، سائنس، ثقافتی و سماجی موضوعات، نثری و شعری ادب، عالمی ادب کے تراجم، تکنیکی اور تربیتی کُتب اس زبان میں پائی جاتی ہیں۔ اردو کو آزاد کشمیر میں دفتری زبان کا درجہ حاصل ہے۔

پشتو زبان (ISO 639-pst, pbu, pbt)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← ایرانی لِسانی گروہ ← مشرقی گروہ ← جنوب مشرقی گروہ ← پشتو
- متبادل نام: پختو، پشتو، پُشتو
- لِسانی علاقہ: پاکستان اور افغانستان

پشتو صوبہ خیبر پختونخواہ، بلوچستان اور افغانستان کی ایک بڑی اور قدیم زبان ہے۔ اس کے بولنے والے پاکستان میں ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ داردستان کے لِسانی خطے میں ان کی کافی تعداد پائی جاتی ہے۔ گلگت بلتستان، انڈس کوہستان، نیلم وادی اور چترال میں ان کی کافی تعداد پائی جاتی ہے۔ سوات اور دیر میں ان کی اکثریت ہے اور دوسری زبانیں اس سے متاثر ہو رہی ہیں۔

پشتو زبان میں قرآن مجید کے تراجم، پشتو تفاسیر، لُغات، سیرت کی کُتب، تحقیقی، تاریخی، ثقافتی، سماجی، علمی، نثری اور بے شمار شعری کتب شائع ہو چکی ہیں۔ افغانستان، بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے زیادہ تر دینی مدرسوں مقامی علماء کرام طلباء کو پشتو زبان میں درس دیتے ہیں۔

افغانستان اور پاکستان میں پشتو زبان کے کئی لہجے رائج ہیں۔ جن میں قندہاری اور پشاوری لہجہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ پشتو زبان کا زیادہ تر ادب انہی دو لہجوں میں تخلیق ہوا ہے۔ پاکستان کی پشتو پر اردو جبکہ افغانستان کی پشتو پر فارسی اثر غالب ہے۔ پشتو کے ادرد گرد بولی جانے والی دوسری زبانیں پشتو سے متاثر ہو رہی ہیں۔

پہاڑی زبان (ISO 639-phr)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ←« ہندایرانی ←« ہندآریائی ←« شمال مغربی لِسانی گروہ ←« لہندا ←« پہاڑی
- متبادل نام: میرپوری، پہاڑی پوٹھواری
- لِسانی علاقہ: جموں کشمیر, آزاد کشمیر، ہزارہ ڈویژن (کے چند علاقے)
- موجودہ تعداد: 2500000

انڈس کوہستان میں پہاڑی زبان ان چند سو لوگوں کی زبان ہے جو 1800ء کی قحط سالی کے دوران جموں کشمیر سے نقل مکانی کرکے پہلے ہزارہ اور بعد میں بالائی وادی پالس کے علاقے میں منتقل ہو گئے تھے۔ ان لوگوں کو مقامی سطح پر "شموگہ" قبیلہ کا نام دیا گیا ہے جو زیادہ تر شرید، کنڈل، وول بیلہ اور پیچ بیلہ میں مزارعیت کا کام کاج کرتے ہیں۔ ان کے کئی گھرانے پالس سے دوبارہ نقل مکانی کرکے ضلع مانسہرہ میں چھتر پلین کے علاقہ میں منتقل ہو گئے ہیں[[132]]۔

1992ء میں وول بیلہ (پالس) کے مقام پر ایک عمر رسیدہ شخص نے اپنے انٹرویو میں بتایا تھا کہ ان کا تعلق "بنیائے" ذات سے ہے جو غالباً "کشمیر کے "بانہال" علاقے کے نام کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

---

[132] رازول کوہستانی، 1998، انڈس کوہستان، ص: 27۔

یہ لوگ آپس میں پہاڑی زبان بولتے ہیں جو بول چال میں گوجری کے قریب نظر آتی ہے۔ بانہال جموں کشمیر کا ایک علاقہ ہے جس کی آبادی 3900 کے قریب ہے اور اس علاقہ میں گوجری بھی بولی جاتی ہے یہی وجہ سے کہ شموگہ لوگوں کی پہاڑی پر گوجری اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔

گوجری زبان (ISO 639-gju)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ←ہندایرانی ←ہندآریائی ←مرکزی گروہ ←راجستھانی ←گوجری
- متبادل نام: دکنی،، گجری، گجراتی
- لِسانی علاقہ: آزاد کشمیر، گلگت بلتستان، کوہستان، سوات، دیر، چترال، افغانستان
- تعداد: 1600000 (2002ء) (ہندوستان اور پاکستان میں)

گوجری بولنے والے بالائی کشمیر سے کُنڑ وادی وادی تک ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ بعض مقامات پر ان لوگوں نے مستقل رہائش اختیار کر لی ہے اور بعض مقامات کے گجر روایتی اور ثقافتی طور پر موسمی نقل مکانی کرتے رہتے ہیں۔

قدیم عہد سے لے کر عہد وسطیٰ تک یہ لوگ بڑی بڑی سلطنتوں کے حاکم تھے۔اس دوران گوجری زبان کو سرکاری زبان کی حیثیت حاصل تھی۔ گیارہویں , بارہویں اور تیرہویں صدی میں ہندوستان پر حملہ کرنے والے ترک اور فارسی حملہ آوروں نے ان کی عظیم ریاستوں کو ختم کیا[133]۔

پاکستان میں بکروال گوجر لوگوں کے لیے گشتی سکولوں کا اہتمام کیا گیا ہے ان گشتی سکولوں میں گوجر بچوں کو موسمی نقل مکانی کے دوران ان کے مختلف پڑاؤ کے مقامات پر رسمی تعلیم دینے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس زبان پر کشمیر میں کافی زیادہ کام ہوا ہے۔ گوجری زبان میں قرآن مجید کے تراجم، قرآن مجید

---

[133] چوہدری محمد اشرف ایڈووکیٹ، اردو کی خالق، گوجری زبان۔

کی صوتی ریکارڈنگ، سیرت کی کُتب، لُغات، ابتدائی قاعدے، گوجری قواعد، کئی نثری و شعری کُتب شائع ہو چکی ہیں۔ پاکستان میں گوجری زبان کے اضافی حروف تہجی میں صرف /لؕ/، /نؕ/ شامل ہیں۔

ہندکو زبان (ISO 639-hno, hnd)

- لِسانی تعلق: ہندیورپی ← ہندایرانی ← ہندآریائی ← شمال مغربی لِسانی گروہ ← لہندا ← ہندکو
- لِسانی علاقہ: ہزارہ ڈویژن، آزاد کشمیر، پشاور، کوہاٹ
- موجودہ تعداد: 55لاکھ90ہزار559 ہے

ہندکو زبان صوبہ خیبر پختونخواہ کی دوسری بڑی زبان ہے۔ اس زبان کے بولنے والے خطّہ داردستان کے علاقہ نیلم وادی میں پائے جاتے ہیں۔ یہ زبان داردی زبانوں کی ہمسایہ زبان ہے۔ نیلم وادی میں ہندکو زبان کنڈل شاہی اور شینا زبان کے آس پاس بولی جاتی ہے۔ ہزارہ میں ہنکو زبان کے دو بڑے لہجے پائے جاتے ہیں ایک ہنکو اور دوسرا تنولی۔ تنولی لہجہ زیادہ تر پرانی ریاست امب کے علاقوں میں رائج ہے۔

ہنکو ایک ہندآریائی زبان ہے جس کا لِسانی تعلق ہندآریائی زبانوں کی شمال مغربی گروہ کی ذیلی شاخ لہندا سے ہے۔ ہنکو نام کا تذکرہ قدیم یونانی موّرخین کے ہاں بھی ملتا ہے۔ یہ زبان پاکستان میں خیبر پختونخوا کے اضلاع مانسہرہ، ایبٹ آباد، ہری پور، پشاور، کوہاٹ، ڈیرہ اسماعیل خان، پنجاب میں اٹک، تلہ گنگ، پوٹھوہار اور آزاد کشمیر کے بعض علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ ہزارہ میں اس زبان کو تنولی، سواتی، پٹھاں، گجر، ترک، سیّد (سادات)، گکھڑ، اعوان اور ڈھونڈ ذاتوں کے لوگ بولتے ہیں جبکہ پشاور، کوہاٹ اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بعض دوسری ذاتوں کے لوگ بھی یہ زبان بولتے ہیں۔

ہندکو زبان میں قرآن مجید کا منظور ترجمہ شائع ہو چکا ہے اس کے علاوہ اس زبان میں سیرت، تحقیق اور بے شمار دوسری نثری و شعری کُتب شائع ہو چکی ہیں۔ یہ زبان لوک ادب سے مالا مال ہے۔ اس زبان کی ترویج و ترقی کے لیے گندھارا ہندکو بورڈ نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ہندکو زبان

کے اضافی حروف تہجی کی دو قسمیں پائی جاتی ہیں ایک وہ جو ماہر لِسانیات ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نے مرتب کیے جس میں ہندکو کے بعض لغات مرتب کیے گئے ہیں، دوسرے اضافی حروف تہجی وہ ہیں جو سرکاری سطح پر بچوں کی ابتدائی نصابی کتابوں کے لیے وضع کیے گئے ہیں، یہاں دونوں قسم کے اضافی حروف دیے جاتے ہیں:

1۔ /پؚ، تؚ، ٹؚ، چؚ، کؚ، ڻ/

2۔ /نڑ/ (جو اصل میں /ڻ/ کا قائم حرف ہے)